بیادگار حجۃ الکاملین امام الواصلین امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب

علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

January, 1962

مدیر مسئول
غلام رسول محمد

نگران اعلیٰ
منبع رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ
پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ

مدیر معاون
مولانا عبد العزیز مرتضائی

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں، قصور (پنجاب)

رحمتہ اللہ علیہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے، (بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

1 1950 February
2 1950 March
3 1959 May June
4 1959 Sept October
5 1961 March
6 1961 September
7 1961 October Nov
8 1962 April
9 1962 January
10 1962 November
11 1962 December
12 1963 March
13 1964 May JUne
14 1964 JUNE
15 1965 March
16 1966 September
17 1966 October
18 1966 November
19 1967 October
20 1968 October Nov
21 1971 Agust
22 1971 December 1972 Jan
23 1971 May
24 1971 July
25 1971 Semptember
26 1972 April
27 1973 January
28 1973 September
29 1973 October
30 1973 November
31 1974 February
32 1974 April
33 1974 May June
34 1974 July
35 1974 May June
36 1975 Agust
37 1975 July
38 1975 May
39 1975 September
40 1976 Nov Dec
41 1976 Sep Oct
42 1977 March April

بقیضِ روحانی اعلیٰحضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین عالیجناب شمس الملت مولانا الحاج حافظ سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پور

بظلِ حمایت زبدۃ العارفین حبیب الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حبیب حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی۔ مذہبی۔ شریعت و طریقت کا علمبردار، صوفیائے کرام کی جان، علمائے امت کا .... مرغوبِ قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ

قصور (پاکستان)

جلد ۲ — ق ۵۳ — شمارہ ۵

جنوری ۱۹۶۲ء

زرِ سالانہ

پاکستان و بھارت سے پانچ روپے

معاونین کرام سے بیس روپے

سرپرست حضرات سے تیس روپے

فی کاپی پچاس پیسے

۸

جن کی چٹ پر سرخ نشان ہو وہ سمجھ لیں کہ اس ماہ پر ہمارا چندہ ختم ہو گیا ہے وہ آئندہ سال کے لئے مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر فوراً ارسال کر دیں ورنہ ایک ماہ انتظار کے بعد رسالہ بند کر دیا جائیگا

مقامِ اشاعت : قصور ۔ کوٹ عثمان خان

فہرست

قطعات برائے ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور

آئینۂ جمال ہے انوار الصوفیہ
مجموعۂ کمال ہے انوار الصوفیہ
صابر جہانِ علم و عمل میں یہ شور ہے،
لاریب بے مثال ہے انوار الصوفیہ

انوارِ مصطفےٰ ہیں انوارِ صوفیہ میں
گلہائے مرتضیٰ ہیں گلزارِ صوفیہ میں
غُل نقشبندیوں میں "یا نقشبند" کا ہے
چرچے یہ جا بجا ہیں اخبارِ صوفیہ کے

صابر براری، کراچی　　عفی عنہ

مولانا غلام رسول ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا۔

کماندارِ شبِ اسریٰ

عندلیبِ گلشنِ رسالت، شاعرِ انوار الصوفیہ جناب صابر صاحب براری، ڈرگ روڈ کالونی۔ کراچی

ہیں صدرِ بزمِ اَو ادنیٰ کماندارِ شبِ اسریٰ،
تعالیٰ اللہ شانِ دُرِ شہوارِ شبِ اسریٰ،

سریر آرائے قربِ رب ہیں سرکارِ شبِ اسریٰ ، دو بالا ہو گیا ہے حُسنِ انوارِ شبِ اسریٰ
نظامِ عالمِ امکاں معطّل اور ساکت ہے ، رواں ہیں سوئے اَو ادنیٰ سزاوارِ شبِ اسریٰ
براتی ہیں جلو میں حضرتِ آدم سے تا عیسےٰ ، ہے نوشاہِ دنیٰ کے سر پہ دستارِ شبِ اسریٰ
سرِ عرشِ الٰہی ساقیِ کوثر کی آمد ہے . ، پئے تعظیم صف بستہ ہیں میخوارِ شبِ اسریٰ
صدائے ربِ اکبر "اُدْنُ مِنّیٓ اُدْنُ مِنّی" ہے ، بقدرِ دو کماں ہے فصل سرکارِ شبِ اسریٰ
خِرد ہر گام پہ عاجز تخیّل سر بسجدہ ہے ، نمایاں ہو سکے اب تک اسرارِ شبِ اسریٰ
حرم، اقصیٰ، فلک، عرشِ معلےٰ کے وہ حاکم ہیں ، ہیں صدرِ عالمِ بالا جہاندارِ شبِ اسریٰ
صلوٰۃ و صوم کا تحفہ ہے وصلِ ذات کا صدقہ ، ابد آثار ہیں یہ خاص آثارِ شبِ اسریٰ
ہوا جو قائلِ معراج وہ صِدّیق کہلایا ، بنا زندیق کوئی کر کے انکارِ شبِ اسریٰ

جو ہو آئے سرِ عرشِ بریں اک آن میں صابرؔ،
ہیں وہ ناقہ سوارِ کعبہ حقدارِ شبِ اسریٰ

خطیب اعظم حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری، راولپنڈی

رجب کی ستائیسویں ۲۷ رات

تاریخ اسلام میں ماہ رجب المرجب کی ستائیسویں رات ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اس نورانی رات میں اللہ تعالےٰ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اپنا قرب خاص عطا فرمایا اور عالم کون و مکان کی سیر کروائی۔ قرآن کریم میں اس طرح فرمایا گیا :-

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من آیاتنا انہٗ ھو السمیع البصیر"

یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی۔ اپنے بندے کو تھوڑی سی رات میں مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ کی طرف جس کے آس پاس ہم نے برکت عطا فرمائی ہے، (اور کس لئے سیر فرمائی خود فرماتا ہے) تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک اللہ ہر بات کا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

واقعہ معراج مبارک مکہ معظمہ میں ہوا۔ کفارِ مکہ اعلانِ نبوت کے بعد پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اکثر بُرا بھلا کہتے اور ایذا رسانی کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لایا کرتے۔

چنانچہ ایک دن حضور نہایت مغموم ہو کر اپنی چچازاد بہن جناب امہانی کے مکان پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا :-

"اے امہانی اپنا حجرہ صاف کر دو! میں آج کی رات اس میں گزارنی چاہتا ہوں"

جناب امہانی نے حجرہ صاف کر کے بوریئے کا بستر لگا دیا۔ حضور نے دروازہ بند کر لیا اور آرام فرمانا شروع کر دیا۔

جناب امہانی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے حجرہ کے باہر پہرہ دیتی ہیں تاکہ کوئی دشمن حضور کو بے خبر پا کر حملہ آور نہ ہو سکے،

رات کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔ لوگ بے خبر سو رہے ہیں۔ لیکن جناب امہانی مصروف نگرانی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جناب امہانی بھی محوِ خواب ہو گئیں۔ حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم خداوندی پا کر برق رفتار سواری لئے ہوئے دولت سرائے امہانی پر شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن حضور کو مشغولِ استراحت پا کر ادباً بیدار کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور حضور کی بیداری کا انتظار کر رہے تھے کہ حکم الٰہی پہنچا۔ "قبّل قدمیہ" یعنی اے جبریل! میرے حبیبؐ کے قدموں کو چومو تاکہ تمہارے نورانی جسم کی ٹھنڈک محسوس فرما کر بیدار ہو جائیں۔ چنانچہ جبریل امین کے اس طرز عمل سے حضور بیدار ہوئے۔ حضرت جبریل نے دست بستہ عرض کیا ان اللّٰہ یقرئک السلام وھو یدعوک و انا حاملک الی اللّٰہ تعالیٰ، یعنی اللہ تعالےٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور بلاتا ہے اور میں لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف لائے اور آب زمزم سے وضو فرما کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ مقام حطیم میں قدرے استراحت فرمائی۔ جہاں شق صدر ہوا۔ پھر حضرت جبریل امین حضورؐ کا دستِ مبارک تھامے ہوئے خانہ کعبہ سے بطن مکہ میں لائے اور آپ سے براق پر سوار ہونے کی درخواست کی۔

چنانچہ حضورؐ سوار ہو کر جبریل امین کی معیت میں منزل

مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔
اثنائے راہ میں عالم برزخ کے واقعات ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا، کہ ایک ہی دن میں کھیتیاں بوتے ہیں اور وہ اسی وقت تیار ہو جاتی ہیں۔ آپ نے حضرت جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل امین نے عرض کیا کہ یہ مجاہدین ہیں جن کی نیکیاں سات سو گنا بڑھ جاتی ہیں اور یہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ پھر آپ نے ایک ایسی قوم کو دیکھا جس کے سروں کو پتھر سے کچلا جا رہا ہے۔ اور جب وہ درست ہو جاتے ہیں، تو پھر کچلا جاتا ہے۔ آپ نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل امین نے جواب دیا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو فرض نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی شرمگاہوں پر چیتھڑے لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ جانوروں کی طرح جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ کے استفسار پر حضرت جبرئیل امین نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتے، پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے سامنے ایک برتن میں عمدہ پکا ہوا گوشت رکھا ہے۔ اور دوسرے برتن میں سڑا ہوا گوشت ہے، لیکن وہ لوگ عمدہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا، کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا کہ یہ وہ مرد و عورت ہیں جو حلال شوہر اور بیویاں موجود ہوتے ہوئے غیروں کے پاس جا کر زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کچھ آگے چل کر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا ایک ایسا انبار جمع کرنے میں مشغول ہے جس کو اٹھا نہیں سکتا۔ حضور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو دوسروں کے حقوق اور ان کی امانتوں کو ادا نہ کرنے کے باوجود مال و دولت جمع کر رہا ہے۔ کچھ دور چل کر ایک شخص نظر آیا، جو پانی بھرنے کے لئے ڈول کنوئیں میں ڈالتا ہے لیکن ڈول خالی نکل آتا ہے حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا کہ حضور یہ وہ شخص ہے، جو دوسروں کے دکھانے کے لئے اعمال صالحہ کرتا ہے اس لئے اس کی تمام محنت و مشقت رائیگاں جاتی ہے۔ اور اس کا کوئی اجر نہیں پاتا۔ پھر آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی زبانیں اور ہونٹ تراشے جا رہے ہیں۔ اور جب وہ درست ہو جاتے ہیں تو پھر کاٹا جاتا ہے، حضور کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ واعظ ہیں جو قوم کو گمراہی کی راہ دکھاتے ہیں اور زبان سے وہ بات نکالتے ہیں جو دین کے لئے ضرر رساں ہوتی ہے۔ کچھ لوگ ایسے نظر آئے جن کے پیٹ اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ وہ جب اٹھنا چاہتے تھے تو گر پڑتے تھے۔ ان کے متعلق بتایا گیا کہ یہ سود خوار ہیں۔ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ اونٹ سے ہیں اور وہ آگ کھا رہے ہیں۔ ان کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ لوگ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ پھر ایک ایسی وادی پر گزر ہوا جہاں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور طرب انگیز آوازیں آ رہی تھیں اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ الٰہی میری نعمتیں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہیں۔ اس لئے تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اسے پورا فرما، آپ نے حضرت جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ جبرئیل امین نے عرض کیا کہ یہ جنت پکار کر رہی ہے۔ کچھ دور چل کر ایک وحشتناک آواز سنی، آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ جبرئیل امین نے جواب دیا کہ یہ دوزخ کی آواز ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے کہہ رہی ہے کہ میرا عذاب اپنی حد کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے گنہگار بندوں کو بھیج۔ ان تمام واقعات کا مشاہدہ کرانے

اور آوازیں سنوانے میں حکمت الٰہی یہ تھی کہ آپ کی زبان سے یہ تمام باتیں آپ کی اُمت سُن کر اپنے آپ کو اعمال حسنہ کے لئے تیار کرے۔ اور بُرے کاموں سے بچے

جب آپ بیت المقدس پہنچے تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منتظر پایا، تھوڑی دیر میں آذان ہوئی اور اب سب کو یہ انتظار تھا کہ امامت کون کرے چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور کا دست مبارک پکڑ کر آگے بڑھاتے ہوئے عرض کیا، یامحمد تقدم وصل رکعتین باخوانك من المرسلین۔

یعنی اے محمد آگے تشریف لے جائیے اور تمام انبیاء و مرسلین کے ساتھ جو آپ کے بھائی ہیں دو رکعت نماز ادا فرمایئے۔ چنانچہ حضور نے امامت فرمائی۔ اس کے بعد جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خصائص وکمالات کا اظہار فرمایا۔ اور سب کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ الحمد للّٰہ الذی ارسلنی رحمۃ للعلمین و کافۃ للناس بشیرا ونذیرا وانزل علی القرآن فیہ تبیانا لکل شیئ

یعنی تمام تعریف اس ذات الوہیت کے لئے ہے جس نے مجھ کو تمام جہاں کے لئے رحمت اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور جس نے ہر چیز کا روشن بیان کرنے والا قرآن مجھ پر اتارا۔

اس کے بعد آپ مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے اور جناب جبریل علیہ السلام نے آپکی خدمت میں دو پیالے دودھ اور شراب کے پیش کئے، حضور نے دودھ پسند فرمایا اگرچہ شراب اس وقت تک حرام نہ تھی لیکن طبع مبارک نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر حضور آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے۔ حضرت جبریل امین نے وما منا الا لہ مقام معلوم فرما کر آگے بڑھنے سے معذوری ظاہر کی، حضورؐ نے عالم بالا کی سیر فرمائی، اور قرب الٰہی کی اس منزل پر پہنچے جہاں نہ کوئی نبی مرسل پہنچا اور نہ کسی ملک مقرب کی رسائی ہوئی۔ (ماخوذ)

ضروری گذارش

جن خریداروں کی خدمت میں بذریعہ رسالہ یا بذریعہ پوسٹ کارڈ چندہ کے ختم ہونے کی اطلاع پہنچائی جاتی ہے مہربانی فرما کر وہ آئندہ سال کا چندہ فوراً بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ ورنہ یک ماہ کے انتظار کے بعد رسالہ ان کے نام بھیجنا بند کر دیا جائیگا۔ اور وی پی نہیں کیا جائیگا۔ کیونکہ اکثر وی پی وصول نہیں ہوتے اور ہر ماہ ادارہ کا کافی نقصان ہوتا ہے۔ اگر وی پی منگوانا ہو تو ایک پوسٹ کارڈ لکھکر اس کی اطلاع دیں۔

شکریہ

ان حضرات نے انوار الصوفیہ کی اشاعت کو بڑھانے میں حصّہ لیا۔ جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

مولانا عبدالعزیز صاحب مرتضائی قصور	۵ خریدار
مولوی غلام محی الدین سنت نگر۔ لاہور	۱ خریدار
مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب	۱۲ خریدار
جناب مولانا حامد حسن صاحب قادری	۵ خریدار
جناب حاجی نقیر محمد گرجاکھ حبیب اللہ	۲ خریدار
مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب (نگران اعلیٰ)	۱ خریدار
جناب سید عبدالکریم صاحب، پیر الٰہی بخش کالونی۔	۲ خریدار

حضرت امیر ملت رضی اللّٰہ عنہ کے خلفاء میں اگر ہر ایک خلیفہ صاحب اللّٰہ ان کے سلسلہ کو قائم رکھے دس دس خریدار عطا فرما دیں یا ان کا چندہ ارسال کر دیں۔ تو رسالہ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو سکتی ہے

جناب حافظ مظہر الدین صاحب راولپنڈی

عربی زبان میں "ضرب" مارنے کو کہتے ہیں لیکن اگر اسے قواعد کے تحت (ضَرّاب) بنا دیا جائے تو اس میں شدید قسم کا مبالغہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مطلب بہت زیادہ مارنے والا ہو جاتا ہے۔

ایسے ہی (برق) بجلی کو کہتے ہیں برق سے (براق) بنا لیا جائے تو اس کے معنی بہت زیادہ (تیزرو) کے ہو جاتے ہیں۔ یعنی بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار۔

عروج، بھی عربی زبان کا لفظ ہے، عروج کو بھی عربی زبان کے قواعد کے تحت معراج بنا لیا جائے تو اس کے معنی ایسی بلندی کے ہو جاتے ہیں جس سے زیادہ بلندی کا تصور ممکن نہ ہو۔

معراج کے سفر میں سیاحِ لامکاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سواری کو شرف بخشا اس کا نام براق تھا۔ براق کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ برق کی رفتار اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی! ٹھیک اسی طرح جیسے ضرب کی ضراب کے سامنے کوئی حیثیت نہیں اور معراج عروج پر فوقیت رکھتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو جو لوگ خواب یا روحانی مکاشفہ قرار دیئے بیٹھے ہیں۔ یہی نہیں کہ وہ اپنی نادانی سے اس کی حقیقت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ وہ زبان کے قواعد سے بھی انحراف کرتے ہیں۔ اور عبد عالم علوی کا یہ سفر اگر کیفیت یا روحانی مکاشفہ تھا تو قریشِ مکہ نے اس سے آگاہ ہونے کے بعد یہ کیوں کہا تھا کہ رات میں ایسا طول و طویل سفر کیسے ممکن ہے؟ قریشِ مکہ کا اس سفر کو ایک ہی رات میں طے کر لینے کو ناممکن قرار دینا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حضورؐ کی معراج کو جسمانی سمجھ رہے تھے۔ اور اگر یہ معراج جسمانی نہ تھی تو حضورؐ خود ہی ان سے فرما دیتے کہ انسان خواب میں زیادہ سے زیادہ طول و طویل سفر کر لیتا ہے۔ تم میرے خواب پر حیرت کا اظہار کیوں کر رہے ہو؟ حضور کا ان کے سامنے ایسا عذر بیان نہ کرنا بھی اس امر کا مشیر ہے کہ حضور جانتے تھے کہ معراج کی تصدیق کے لئے جس ایمانی قوت کی ضرورت ہے، مشرکینِ مکہ کے قلوب اس سے یکسر خالی ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی معراج کا ذکر سنا تو وہ خوشی سے جھومنے لگے کہ خدا نے ہمارے حضور کو وہ اعزاز بخشا ہے جو کسی کو نہیں بخشا گیا۔ اسی تصدیق کی بدولت وہ (صدیق) کے لقب سے مشرف ہوئے، یوں بھی عقل کی بات ہے کہ اگر یہ سفر روحانی ہوتا تو قرآن کے الفاظ میں یوں نہ کہا جاتا کہ:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کی سیر کرائی۔"

کہنا یہ چاہیئے تھا کہ بندے کی روح کو سیر کرائی گئی،!

(عبد) کا اطلاق نہ تو تنہا روح پر ہی ہوتا ہے اور نہ ہی روح کے بغیر جسد کو عبد کہا جاتا ہے۔ روح اور جسم کے مجموعہ کا نام (عبد) ہے۔

واقعہ معراج بیان کرنے سے پہلے، سبحان الذی اسری بعبدہٖ کہہ کر خدا تعالےٰ کی پاکی اور بزرگی بیان کی گئی ہے۔ یعنی خدا ہر عیب اور نقص سے پاک ہے وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندے کو یہ سیر کرا دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اس کی ذات کی طرف کسی قسم کے نقص یا عجز کا منسوب کرنا درست نہیں، انسان کے دل میں ذرا بھی شبہ پیدا ہوا کہ یہ سیر کیسے ہوئی، تو غیب سے فوراً یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ اعتراض "جانے والے" پر ہے یا "لیجانے والے" پر ہے۔ اگر جانے والے پر ہے تو اس نے یہ بات نہیں کہی کہ یہ سیر اس نے خود کی ہے۔ اور اگر "لے جانے والے" پر ہے تو "سبحان" کہہ کر تم اس کی پاکی کا ابھی ابھی، اعتراف کر چکے ہو۔ ہر عیب اور نقص سے پاک تسلیم کر لینے کے بعد اس کی طرف عجز کا گمان کیسا؟ تم اپنے قول میں جھوٹے ہو۔ "سبحان" کی معنویت پر بھی غور کرو، ایک حیّ و قیوم اور قادر مطلق ہستی کا تمہیں عرفان ہو گیا تو یہ بات سمجھ لینے میں تمہیں کوئی اشکال نہیں رہیگا، کہ وہ رات کے تھوڑے سے عرصہ میں اپنے بندے کو سیر کرا سکتا ہے

تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ جہاں حرکت پائی جائے وہاں تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

محرک، متحرک، اور حرکت۔

محرک حرکت دینے والی قوت کو کہتے ہیں متحرک وہ جسے حرکت دی جائے اور حرکت ظاہر ہے۔

یہ بھی قاعدہ ہے کہ حرکت پر اسی وقت تعجب ہوتا ہے۔ جب محرک کی قوت کا علم نہ ہو۔ محرک کی قوت جان لینے کے بعد حرکت پر تعجب نہیں ہوا کرتا۔ مثلاً ایک آدمی آپ سے یہ کہے کہ میں نے ایک انسان کو پچاس میل کی رفتار سے ایک بھاری چٹان کو بھگاتے ہوئے دیکھا ہے، تو آپ یقین نہیں کریں گے، کیونکہ انسان میں چٹان کو حرکت دینے کی قوت نہیں اور نہ ہی چٹان میں حرکت قبول کر لینے کی استعداد ہے۔ بخلاف اس کے کوئی آپ سے یہ بیان کرے کہ میں نے ریل کے ایک انجن کو پچاس ڈبے اڑائے لئے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو آپ کو کوئی حیرت نہ ہوگی۔ بلکہ حیرت کرنے والے کی ذہنیت پر تعجب ہوگا۔

دوسری صورت میں آپ کو تعجب کیوں نہیں ہوا؟ اور پہلی صورت میں آپ تعجب کا شکار کیوں بن گئے؟ اس لئے کہ یہاں آپ کو انجن کی قوت اور استعداد کا علم ہے۔ اور پہلی صورت میں یہ صورت ممکن نہ تھی۔

معراج میں بھی حرکت دینے والی ایک قادر قیوم ذات ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اس سفر کے لئے ہر طرح موزوں تھے۔ حرکت پر تعجب کیسا؟ —

بھارت کے خریدار، اپنا سالانہ چندہ، مولانا الحاج صوفی محمد طاہر صاحب محلہ تمباکو والا مراد آباد، کے پتہ پر ارسال کریں۔، ہم یہاں سے ان کے نام رسالہ جاری کر دیں گے،

(ایڈیٹر)

نغمۂ معراج

جناب قمر یزدانی پنوانہ، ضلع سیالکوٹ

محمدؐ شہِ مقتدر اللہ اللہ ، کہ ہیں عرش پر جلوہ گر اللہ اللہ
شہنشاہِ جن و بشر اللہ اللہ ، ہیں وہ قبلۂ خشک و تر اللہ اللہ
چمن زارِ عالم کے دلکش مناظر ، ہیں فردوسِ قلب و نظر اللہ اللہ
بنا آستاں سجدہ گاہِ ملائک ، زہے عظمتِ سنگِ در اللہ اللہ
جمالِ رُخِ مصطفےٰ دیکھتے ہیں ، بصد رشک شمس و قمر اللہ اللہ
فراوانیِ جلوۂ نورِ حق سے ، منور ہوئے بحر و بر اللہ اللہ
زہے شانِ عظمت کہ روح الامیں بھی ، ہیں ان کے رفیقِ سفر اللہ اللہ
نہیں اُن کا ثانی نہ ہوگا کہیں وہ ، خلائق میں خیر البشر اللہ اللہ
کہا کہکشاں اس کو اہلِ نظر نے ، بنی آج جو رہگذر اللہ اللہ
زہے رفعتِ شانِ مرکب ہے جس کا ، قدم تا بحدِ نظر اللہ اللہ
حجاب اُٹھ گئے دیدۂ عرفاں سے امشب ، کھلے راز محبوب پر اللہ اللہ
لبِ طورِ سینا پہ موسیٰؑ تو دیکھیں ، محمدؐ گئے عرش پر اللہ اللہ
اُدھر فاخلع نعلیک ارشادِ حق ہے ، اِدھر یہ کہ آ بے خطر اللہ اللہ

اُدھر لن ترانی اِدھر اُدنُ منی
ہیں اندازِ عشق اے قمر، اللہ اللہ

ایک عبرتناک واقعہ

مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ

اپنی عبادت اپنے تقدس و ورع پر ناز کرنا فضول ہے۔ ہر ایک شخص کا سعید ہونا یا شقی ہونا اس کے خاتمے پر موقوف ہے، انما الاعتبار بالخواتیم، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس بات کا گواہ ہے کہ عجز و انکساری اور عمل کی توفیق کا طالب رہنا چاہیئے اپنے آپکو بزرگ یا پاکباز تصور کرنا اور دوسروں کو حقیر گمان کرنا خدا کے بندوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ذیل کا واقعہ جو سپرد قلم کیا گیا ہے اس سے عبرت حاصل کریں:-

برصیصا، عبادت اور زہد و ریاضت میں اتنا بلند اور شہرہ آفاق درجہ رکھتا تھا کہ اس سے فیض روحانی کا اکتساب کرنے والے اس کے ساٹھ ہزار شاگرد تھے جو اس کی صحبت کی برکت سے ہوا میں اڑا کرتے تھے۔ ملائکہ برصیصا کی عبادت پر تعجب کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم تو برصیصا کی عبادت پر متعجب ہو لیکن یاد رکھو کہ برصیصا کی موت میرے نزدیک کفر پر مقدر ہو چکی ہے۔

شیطان ایک عابد و زاہد کے لباس میں برصیصا کے پاس آیا، اور اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ برصیصا نے کہا کون ہے۔ شیطان نے جو عابد کے لباس میں تھا اور اس کو گمراہ کرنے آیا تھا۔ کہا میں ایک عابد، دور دراز سے تیری عبادت کا شہرہ سُن کر آیا ہوں، کہ تیرے پاس رہوں اور تیری عبادت کے انوار سے کسب فیض کروں۔ برصیصا نے کہا۔ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اس کے واسطے خود کافی ہوتا ہے۔ کسی کی اس کو مدد اور نصرت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (اب ہم ذیل میں آخیر مضمون تک شیطان کو مصنوعی عابد کے نام سے یاد کریں گے)

مصنوعی عابد نے اس کے پاس کھڑے ہو کر عبادت کرنی شروع کر دی۔ اور وہ بغیر کھانے پینے کے مسلسل تین دن تک عبادت کرتا رہا۔ اس سے برصیصا کو بیحد تعجب ہوا۔ کہ میں دو سو بیس سال سے عبادت کرتا ہوں لیکن عبادت میں یہ کیفیت کہ میں کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہو جاؤں، حاصل نہیں ہوتی۔ برصیصا نے مصنوعی عابد کو کہا۔ اس کی کیا تدبیر ہے، کہ میں تیری مثل ہو جاؤں۔

مصنوعی عابد:- یہ چیز معصیت اور نافرمانی سے حاصل ہوتی ہے۔

برصیصا:- (حیران ہو کر) یہ کس طرح؟

مصنوعی عابد: اس طرح کہ نافرمانی اور گناہ سے آدمی جب توبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ اس پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ گناہوں پر عفو کی قلم کھینچ دیتا ہے۔ اور اس کو پہلے سے زیادہ قرب عطا کرتا ہے۔

برصیصا:- میں کونسا گناہ کروں۔

مصنوعی عابد:- قتل کا گناہ

برصیصا:- (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) توبہ! توبہ!! میں تو ساری عمر ایک مکھی کا مارنا بھی اپنی جرأت سے زیادہ سمجھتا رہا ہوں۔ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ کہ میں کسی انسان کو قتل کر دوں۔

مصنوعی عابد:- اوہو! مجھے معلوم نہ تھا کہ تم کو تمہاری رہبت نے اس حد تک بزدل اور کمزور بنا دیا ہے۔ اچھا اگر تم قتل نہیں کر سکتے تو پھر تم کو کسی عورت سے زنا کرنا ہوگا

برصیصا:- میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

مصنوعی عابد: اگر تم یہ بھی نہیں کرتے تو شراب پیو۔

برصیصا:- (شراب پینے پر آمادہ ہو جاتا ہے) اور پوچھتا ہے، کہ وہ کہاں سے ملے گی۔

مصنوعی عابد نے برصیصا کو گناہ کی دلدل میں پھنسانے میں کوئی فروگذاشت نہیں کی تھی۔ اس نے اس کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ اس کا مخلص دوست اور سچا ہمنشین ہے۔ اور وہ جو کچھ اس کو کہتا ہے اس میں اس کی بھلائی اور بہتری ہی مطلوب ہے۔ شیطان کی کوشش اس حد تک بار آور اور کامیاب ہوئی کہ برصیصا جیسا پرانا عابد بھی اس کے دامِ تزویر میں آگیا۔ اور شراب پینے کی خواہش میں بے تاب اور متوالوں اور پرانے میخواروں کی طرح اس کا متلاشی ہو گیا ہے۔

مصنوعی عابد نے اس کو ایک شہر کا پتہ دیا کہ جہاں ایک عورت سے اس کو شراب مل سکے گی۔ برصیصا اس شہر کی طرف شوق سے قدم اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ ملائکہ انگشت بدنداں تھے۔ ان کے حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہ تھی۔ کہ آج وہی برصیصا جو اس سے قبل اپنی عبادات سے آسمانی مخلوق کو غیر معمولی حیرت میں ڈالے ہوئے تھا۔ اور جس کے وجود پر زمین کو ناز اور آسمان کو فخر تھا۔ اپنی دو سو سال کی متاع کو تباہ و برباد کرنے پر تلا ہوا ہے اور ظلمت نے ہر طرف سے اس کو گھیرا ہوا ہے

جب برصیصا نے اس شہر میں پہنچ کر شراب پی۔ تو اس کے نشہ میں اس نے اسی عورت سے زنا کیا۔ اور پھر جب اس کا شوہر باہر سے آیا، تو اس نے اس کو بھی قتل کیا۔ مصنوعی عابد نے بادشاہ کو جا کر کہا۔ برصیصا عابد نے آج شراب پی اور زنا کیا اور قتل بھی کیا۔ بادشاہ نے برصیصا کو پکڑ کر زنا اور شراب پینے کی حد دیگر سے سزا دی۔ اور بعد ازاں اس کو قتل کے قصاص میں صلیب پر چڑھایا۔ مصنوعی عابد نے برصیصا کے پاس آ کر کہا، میں شیطان ہوں میں تم کو مرتد کرنے میں کامیاب ہوا۔ تیری دو سو سال کی عبادت بھی تم کو میرے پھندے اور مکر و فریب سے نہ بچا سکی اب بھی اگر تو چاہے تو میں تجھ کو سولی سے اتار سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا کہ تو مجھ کو سولی سے اتار دے تو میں تیرا بے حد ممنون ہوں گا

مگر شیطان نے اس کو کہا۔ اس وقت تو مجھ کو ایک سجدہ کر، برصیصا نے کہا میں لکڑی سے بندھا ہوا ہوں کس طرح سجدہ کروں، شیطان نے کہا، سر کے اشارے سے۔ برصیصا نے اس کو سر کے اشارے سے سجدہ کیا اور کافر ہو کر مرا۔

بر عمل تکیہ مکن خواجہ در روزِ ازل،
تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

- خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کا امکان ہے،
- مہربانی فرما کر جلسوں اور حلقہ ہائے ذکر اور دیگر امور کی اطلاعات کو مختصر لکھ کر بھیجا کریں۔ اطلاعی امور کی طوالت رسالہ کی افادیت کے سخت منافی ہے۔ آپ حضرات کو اس کا لحاظ ہونا چاہیئے۔
- رسالہ کی توسیعِ اشاعت جملہ اہلِ طریقت کا فرضِ اولین ہے۔ یارانِ کراچی اور ملتان سے بہت سے یاروں کا چندہ ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ وہاں کے خلفاء حضرات کو چاہیئے کہ ان کو بیدار کریں۔

از تبرکات ادیب الامت، سراج الملت، مولانا الحاج حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ علیپوری

گذشتہ سے پیوستہ

فرمایا میرا تجھ پر اور تیرے اتارنے والے پر کامل ایمان ہے۔ پھر آپ نے یہودیوں کو کہا کہ تم ایسے شخص کو بلاؤ۔ جو اس کو اچھی طرح پڑھ جانتا ہو۔ چنانچہ ایک عالم توراۃ جوان آدمی آیا اور اس نے زانی کے لئے رجم کا حکم توراۃ سے نکال دیا۔ مختصر اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ باوجودیکہ اس زمانہ میں توراۃ تحریف و تصحیف سے خالی نہ تھی مگر حضرت نے اس کا بھی ادب کیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکہ مکرمہ میں اس حالت میں، داخل ہوئے کہ خانہ کعبہ کے اندر اور اس کے گرد و نواح میں، ۳۶۰ بت پوجا کے لئے کفار نے رکھے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے حکم فرمایا سب بت سرنگوں ہو گئے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز نفل ادا کی، دیکھا کہ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل و اسحٰق علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی تصویریں رکھی ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کے ہاتھ میں تیر رکھے ہیں جس سے کفار فال لیا کرتے تھے۔ فرمایا خدا ان کفار کو قتل کرے۔ ابراہیم علیہ السلام تو تیر سے فال نہیں لیتے تھے، پھر حضرت نے زعفران منگوا کر تصویروں کو لگوا دیا جس سے وہ مشتبہ ہو گئیں۔ انتہٰی۔ ظاہر ہے کہ یہ تصویریں بتوں ہی کی قطار میں تھیں۔ جن کی توہین کا حکم ہو چکا تھا۔ اور فی الواقع ان تصویروں کو آنحضرت سے نسبت ہی کیا تھی۔ وہ تو چند بیوقوفوں نے اپنی طبیعت سے جیسا چاہا بنا لیا تھا۔ مگر اتنی بات ضرور تھی کہ نام ان حضرات کا وہاں آ گیا تھا۔ جس کے لحاظ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اگر مٹایا بھی تو زعفران سے ورنہ مٹانے والی چیزوں کی وہاں کمی نہ تھی۔ آپ کو کس قدر پاس ادب تھا کہ جہاں بزرگوں کا نام بھی آ گیا پھر وہ چیز کسی درجہ کی باطل کیوں نہ ہو مگر اس کے ساتھ ہی خاص ایک قسم کی رعایت ادب ہی کی گئی۔ جب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک حضرت ابراہیم اور باقی تمام انبیاء سے بڑھا ہوا ہے ایسی بے اصل چیز کے ساتھ بلحاظ بزرگی ادب کریں۔ تو ہم آخری زمانہ کے مسلمانوں کو کس درجہ کا ادب ان آثار کے ساتھ کرنا چاہیئے جن کا بطور واقعی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونا لاکھوں مسلمانوں کے عقیدوں سے ثابت ہے

اگر ہم نے فرض کیا کہ واقع میں وہ چیزیں منسوب بھی نہیں مگر آخر نام تو آ گیا اس کا لحاظ بھی ضرور ہے جیسا کہ اس حدیث سے ابھی ثابت ہوا۔ مگر آج اس عقیدہ والوں کو مشرک بنایا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ

اب چند آداب صحابہ کرام کے نقل کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ ممکن نہیں کہ ان حضرات کے آداب کی بلیغی تحریر میں آ سکیں اس لئے کہ ادب ایک کیفیت قلبی کا نام ہے

جس قسم قسم کے آثار و افعال ظہور میں آتے ہیں اس کو بیان کرنا امکان سے خارج ہے، مگر ان چند آثار کے بیان کرنے سے غرض ہے کہ اہل اسلام ان حضرات کی کیفیت قلبی کو پیش نظر رکھکر اس قسم کی کیفیت قلبی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

بخاری شریف میں حضرت سہل ابن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ ایک دن رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام قبیلہ بنی عمر ابن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے، جب نماز کا وقت ہوا مؤذن نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھکر اقامت کہی اور انہوں نے امامت کی، اسی عرصہ میں محبوب خدا رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہو گئے اور صف میں قیام فرمایا، نمازیوں نے حضرت کو دیکھا تو اس غرض سے تالیاں بجانے لگے کہ حضرت ابوبکر خبردار ہو جائیں کہ حضرت تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر نے آواز سنی اور گوشۂ چشم سے دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں تو پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ حضرت نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو صدیق اکبر نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس نوازش و مہربانی پر کہ حضرت نے امامت کا حکم فرمایا خدا تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، جب نماز سے فارغ ہوئے، فرمایا اے ابوبکر! جب میں نے تجھے کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا۔ تو پھر کھڑے رہنے سے تمہیں کون چیز مانع ہوئی، عرض کیا یا رسول اللہ ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے بڑھکر نماز پڑھائے۔ انتہیٰ۔

مسلم شریف میں براء ابن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب وہ صلح نامہ لکھا جو حدیبیہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان ٹھہرا تھا۔ جس میں یہ عبارت تھی۔ ھذا ما کاتب علیہ محمد رسول اللہ مشرکوں نے کہا لفظ رسول اللہ مت لکھو، کیونکہ اگر رسالت مسلّمہ ہوتی تو پھر لڑائی ہی کیا تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹا دو، انہوں نے عرض کیا کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو اس لفظ کو مٹا سکوں حضرت نے خود اس لفظ کو اپنے ہاتھ سے مٹایا۔ انتہیٰ۔

اب یہاں تعمق نظر و دقت فکر کی ضرورت ہے۔ کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق امت کو پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لفظ موصوف مٹانے کا امر فرمایا تھا۔ مگر ان دونوں حضرات سے امتثال نہ ہوسکا۔ حالانکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

اور دوسرے محل میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالًا مبینا۔ یہاں ایک خلجان پیدا ہوتا ہے جس کے دفعیہ کے لئے تعمق درکار ہے، وہ یہ ہے کہ اس کا تو انکار ہی نہیں ہوسکتا۔ کہ ان حضرات سے عدول حکمی عمل میں آوے، وہ بھی کس موقعہ میں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس روبرو حکم فرما رہے ہیں اور اس کا بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ ان حضرات میں سرتابی کا مادہ ہی نہ تھا۔ اس سے بڑھکر انقیاد کیا ہوگا کہ ایک اشارہ پر جان دینا ان کے پاس کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ عدول حکمی خلاف مرضی خدا و رسول تھی کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو خود حضرت ان کو تنبیہ فرماتے بلکہ کوئی آیت نازل ہو جاتی۔ (باقی)

چمنستانِ خلیلؒ

از تبرکات حضرت خلیل العلماء علامہ مفتی محمد خلیل خانصاحب قادری برکاتی مارہروی دامت برکاتہم العالیہ مفتی اعظم و صدر المدرسین مدرسہ احسن البرکات نزد حرم سینٹر ہال حیدرآباد

حضرت علامہ برکاتی صاحب مدظلہ کی ذاتِ گرامی بحیثیت مفتی و خطیب پاکستان کے مذہبی و دینی طبقہ میں محتاجِ تعارف نہیں آپ کے لاتعداد فتاوے اور بیشمار مسائل پر مختلف کتب چھپکر منظرِ عام پر آ چکی ہیں جن کو نہ صرف علماء و مشائخ نے پسند فرمایا بلکہ عوام نے بھی ہاتھوں ہاتھ لیا۔ لیکن یہ سنکر آپ متعجب ہونگے کہ حضرت موصوف نہ صرف ایک بے مثل واعظ و خطیب ہیں بلکہ لاجواب شاعر و ادیب بھی ہیں۔ جس طرح آپ کی ذات جملہ مسائل دینیہ پر حاوی ہے۔ اسی طرح آپ کی نظر تمام اصناف سخن کو بھی محیط ہے۔ آپ کے کلام میں بلند فکری و دقت نظری کے ساتھ فصاحت و بلاغت و نشست الفاظ ۔۔ استعارات و محاورات کا برمحل استعمال ۔۔۔ حلاوتِ زبان مترنم اندازِ بیان بیساختگی و برجستگی رنگینی و معنی آفرینی ۔۔۔ نہ صرف آپکی شاعرانہ قابلیت بلکہ استادانہ مہارت کی آئینہ دار ہیں ۔۔۔ لطور مشتے نمونہ از خروارے " تبرکاً کچھ اشعار حضرت علامہ موصوف کے " روحانی و ادبی مجموعہ مبارکہ سے (جس کو علامہ برکاتی صاحب نے نہ جانے کیوں گلدستہ طاق نسیاں بنا رکھا ہے) ماہنامہ انوار الصوفیہ کے توسط سے پہلی مرتبہ منظر عام پر لا رہا ہوں ۔۔۔۔۔ آخر میں حضرت علامہ موصوف سے عرض کروں گا کہ ایک بہترین "اہل قلم" اور اچھے شاعر کے نزدیک اپنے ادبی شہ پاروں سے دنیائے علم و فن کو محروم رکھنا "عظیم ادبی گناہ" ہے۔ (اختر الحامدی ۱۵۔ دسمبر ۶۲ء)

نعت شریف

(۱)

اے کہ ذاتِ تو تجلی گاہ نورِ ایزدی ،
اے بذاتِ تو مزین مسندِ پیغمبری ،
اے کہ نوری پیکرِ تو ظلِ ذات سرمدی
اے بہ فرقِ پاک تو موزوں کلاہِ سروری
اے کہ در شانِ تو وارد رحمۃ اللعالمین
اے کہ جانِ غمزدہ را صبر و تسکین آوری
گفتگوئے تست شرحِ ما مضیٰ و ما غبر
کیف اندازِ تکلم رشکِ قندِ پارسی
دیگراں را کے سزد شانے کہ تو داری تنہا
یا بہ زیرین تو اعلیٰ را بام قیصری

(۲)

طرہ الفقر و فخری تیری شانِ امتیاز
تیرے ٹھکرائے ہوئے ہیں تاج و تختِ خسروی
تاج والے جبہ فرسا ہیں تری سرکار میں
موجبِ جاہ و حشم ہے کفش برداری تری
تیری تابش سے منور ہیں زمین و آسماں
تیرے ذروں سے درخشاں گنبدِ نیلوفری
ہے وجودِ پاک تیرا رونقِ بزمِ جہاں
تیرے باعث گلستانِ دہر میں ہے تازگی

(۳)

غلغلہ ہے آج تک بزمِ ملائک میں ترا ،
آج تک ہے محوِ استعجاب چرخِ چنبری
تیرے قدموں سے ہے وابستہ بہارِ کائنات
منتسب ہے تیرے دامن سے نشاطِ زندگی
یا انیس الہالکین التفاتے سوئے ما ،
یا مراد العاشقین یک نگاہِ دلبری
یا شفیع المذنبین جرم ما را در گذار
رحمۃ اللعالمین ملجا و ماویٰ توئی

حرزِ من کا حرزِ لہ یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ؐ باہزاراں التجا گوید خلیلِ قادری

جناب محمدؐ کی رحمت کے صدقے

جناب قمر انصاری شجاع آبادی

غمِ عشقِ احمدؐ کی لذت کے صدقے
مداوائے دردِ محبت، کے صدقے

مَیں محفوظ ہوں حادثاتِ جہاں سے ؛ جنابِ محمدؐ کی رحمت کے صدقے
مرا دل، مری جاں، مرا دین و ایماں ؛ محمدؐ کی شانِ رسالت کے صدقے
نہ خالی گیا آج تک کوئی سائل ؛ محمدؐ کی جود و سخاوت کے صدقے
ہوئیں مشکلیں میری آسان ساری ؛ تمہاری نگاہِ عنایت کے صدقے
مدینہ بسا ہے نگاہوں میں میری ؛ مَیں اس اپنے ذوقِ زیارت کے صدقے
چھٹی ظلمتِ کفر بزمِ جہاں سے ؛ محمدؐ کی نورِ نبوت کے صدقے
گلوں کو ملی تازگی یا محمدؐ ؛ تمہارے لبوں کی نزاکت کے صدقے

قمر کو ملی روشنی در حقیقت،
محمدؐ کی پُر نور صورت کے صدقے،

خدا مل گیا مدینے سے

منبع کمالات حضرت مولانا امید صاحب لصفوی

بتاؤں کیا مجھے کیا کیا ملا مدینے سے
قسم خدا کی، خدا مل گیا مدینے سے

چلی کرم کی وہ ٹھنڈی ہوا مدینے سے،
مہک اٹھی بہ خدا ہر فضا مدینے سے،

قریب و دور ہیں یکساں انہیں خدا شاہد
وہ سن رہے ہیں مری التجا مدینے سے

ہے ایک سجدہ یہاں کا مآلِ صد سجدہ
اٹھے نہ سر دل درد آشنا مدینے سے،

یہی ہے مرجع کونین مرکزِ عالم،
میں اور جاؤں کہاں ہم نوا مدینے سے

خدائی بھر میں ٹھکانا نہیں کہیں اُس کا
جسے نہیں کوئی واسطہ مدینے سے،

مجھے مٹا نہیں سکتی ہے گردشِ عالم
ملی ہے زندگیٔ جاں فزا مدینے سے

کہاں سے تابشیں آئیں جمالِ یوسف میں
ملی کہاں سے، ملی ہے ضیا مدینے سے

جواب دوں گا نکیرین میں ـ ذرا ٹھہرو
کہ آ رہے ہیں مرے مصطفٰے مدینے سے

ہمیں زمانے سے امید اب غرض مطلب
کہ ہم ہی ہیں اور ہمیں واسطہ مدینے سے

سب نور ہوئے

حضرت الحاج نور محمد صاحب نورؔ خالدی جماعتی جتوئی مظفرگڑھ

کیا فرشِ زمین کیا عرش بریں اُس نور سے سب پُر نور ہوئے
جب لامکاں پہنچا پیارا نبی کل پردے حجابوں کے دور ہوئے
توحید کے نعرے نغموں سے وہ کفر و ضلالت دور ہوئے
اللہ کے گھر اس دنیا میں جلوؤں سے تیرے معمور ہوئے
ہیں متقی جنت کے شیدا زاہد ہوئے طالب حور ہوئے
مشرب ہے ہمارا رندانہ ہم عشقِ نبی میں چُور ہوئے
جب دنیا میں آئے وہ نورِ خدا وہ نورِ مبین وہ مہ لقا
سب ذرّے ہستیٔ عالم کے ایک ایک چراغِ طور ہوئے
اُس ہادیٔ برحق نے آ کر قرآن کا جب قانون دیا
تنسیخ وہ سب آئین ہوئے منسوخ وہ سب دستور ہوئے
تو شاہِ زماں شہِ ارض و سما۔ شاہانِ جہاں تیرے در کے گدا
قیصر ہوئے یا تاتار ہوئے رومی ہوئے یا فغفور ہوئے
یہ منطقِ الفت ہے واللہ، یہ فلسفہ عشق کا ہے باللہ
جو پاس ہوئے وہ پاس رہے، جو دور رہے وہ دور ہوئے
کیا شان ہے واللہ محبوبی کیا شان ہے واللہ مطلوبی
معراج میں جو فرمان کئے اللہ کو سب منظور ہوئے
وہ آلِ نبی، اولادِ علی، ازواجِ نبی، خلفائے نبی!
اُس نور کے نور، گھرانے میں جتنے بھی ہوئے سب نور ہوئے!

جناب شیخ عبدالشکور صاحب۔ رنگ محل۔ لاہور

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک کے متعلق مجھ جیسے گنہگار اور ہیچ مداں کا کچھ رقم کرنا یکسر سوئے ادب معلوم ہوتا ہے لیکن یہ خیال بھی پیہم بیقرار کر رہا ہے کہ شاید یہ تحریر ہی اس حقیر کی بخشش کا وسیلہ بن جائے ــــ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامانِ رحمت میں پناہ مل جائے۔

وہ نبی کریمؐ کیسے تھے ؟ دنیا بھر کے ادیب و شعراء آنحضور کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے ہیں۔ اور تا قیامت رہیں گے۔ اور اپنی نذرِ عقیدت کے شہکار دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔

اب پہلے تو مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے دو شعر سنئے وہ نسیم سحری سے کیسی پیاری التجا کر رہے ہیں : ؎

نسیما جانبِ بطحا گذر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن
ببر ایں جانِ مشتاقم دراں جا
فدائے روضۂ خیر البشر کن

مولانا نے رسولِ اکرمؐ کو "خیر البشر" کہا ہے۔ حق بات یہی ہے کہ آنحضرتؐ واقعی خیر البشر ہیں۔ کہ جن کے لئے ــــ کون و مکاں کی آفرینش ہوئی اور ہم جیسے بیمارانِ صوری و معنوی کے لئے "دوائے دردِ دل" بنے۔

یہ عاجز موجودہ زمانے کی تہذیب کا تربیت یافتہ اور دلدادہ ہے اور جدید سائنسی ایجادات و انکشافات سے متاثر ہو کر بہت سی دینی باتوں سے گریز کرتا ہے مگر اس حقیقت کا اعتراف نہ کرنا بھی گناہ کے مترادف ہے کہ درود شریف کے ورد سے مجھ جیسے فاسق کے دل کو بھی ایک گونہ سکون میسر ہو جاتا ہے۔ نیز دعاؤں کی قبولیت کے لئے اس کا وظیفہ واقعی برکت کا وسیلہ بن جاتا ہے

رسولِ اکرم کا درجہ کیسا تھا ؟ اس کے متعلق علامہ اقبالؒ کی ایک معروف نعت کا مطلع ملاحظہ کیجئے۔ وہ رسولِ اکرمؐ کو جس مقام پر دیکھتے اور ان کے مرتبہ کو جتنا بلند سمجھتے تھے، اس کا اظہار اس طرح فرمایا ہے : ؎

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

سبحان اللہ! کیا حسنِ کلام ہے اور کیا اظہارِ حقیقت ہے!

عاشقِ رسول بادِ صبا کے متعلق بھی یہی سمجھتا ہے کہ وہ "دیارِ یثرب" سے ہی ہو کر آئی ہے اور اس کا اظہار یوں کرتا ہے : ؎

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم، یہ گلستانِ عرب کی بو ہے
مکر نہ اب ہاتھ لا اِدھر کو، وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

موجودہ صدی کے عظیم المرتبت شعراء میں سے ایک صاحب مولانا غلام قادر گرامی (ساکن جالندھر) گذرے ہیں۔ اپنے وقت

کے نہایت قادر الکلام فارسی کے شاعر تھے۔ علامہ اقبال مرحوم کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ اور فی البدیہہ کہنے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ میر محبوب علی خاں نظام حیدر آباد دکن کے درباری شاعر تھے، مولانا نے رسولِ اکرم کی شان میں ایک بے مثل قطعہ لکھا ہے جو کہ قارئین رسالہ کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش کرتا ہوں: ؎

بگیرم دامنِ آں سیدِ لولاک در محشر
کہ محشر بر نتابد تابِ حسنِ بے حجابش را
قضا گیرد، قدر گیرد، ازل گیرد، ابد گیرد
عنانش را، رکابش را، رکابش را، عنانش را
گرامی در قیامت آں نگاہِ مغفرت خواہم،
کہ در آغوش گیرد، جرمہائے بے حسابش را

دوسرے شعر کی لف و نشر ملاحظہ ہو، اور پھر اس مصرعہ کے تیور بھی ملاحظہ ہوں: مصرعہ

"کہ در آغوشش جرمہائے بے حسابش را"

اربابِ ذوق جانتے ہیں کہ حافظ خلیل الدین حسن المخلص "حافظ" کا نعتیہ کلام پنجاب کی مجالس میں عموماً پڑھا جاتا ہے رسولِ اکرم کی شان میں ان کے بھی دو شعر ملاحظہ ہوں: ؎

چن لیا حق نے تمہیں بہتر سے بہتر دیکھ کر
لاکھوں مرسل دیکھ کر لاکھوں پیغمبر دیکھ کر

اور پھر: ؎

کیا کریں گے تابشِ خورشیدِ محشر دیکھ کر؟
ہم اُٹھے ہیں قبر سے روئے پیمبر دیکھ کر

سبحان اللہ! عاشقِ رسول کا کیا مقام بیان فرمایا ہے! "ہم اٹھے ہیں قبر سے روئے پیمبر دیکھ کر"

پھر شاعر کی شانِ استغنا بھی ملاحظہ ہو، کہتا ہے: "کیا کریں گے تابشِ خورشیدِ محشر دیکھ کر"؟ روزِ محشر رسولِ کریم کی شفاعت کے قرینے دیکھ کر شاعر کہتا ہے: ؎

جانے والے خلد کے، ہے دیدنی رو دادِ حشر
تم چلو، ہم آئیں گے، دم بھر ٹھہر کر، دیکھ کر

رسولِ اکرم کی شفاعت کی بدولت امتِ محمدی کا دوزخ سے بری ہونے کا نظارہ ایسا دلکش ہے کہ شاعر اب خلد سے بھی بے نیاز ہو گیا ہے اور کہتا ہے:

"تم چلو، ہم آئیں گے، دم بھر ٹھہر کر، دیکھ کر"

اسی نعت کا ایک اور شعر سنئے: ؎

عام بخشش کی نظر سب پر ہے، سب پر لطف خاص
کچھ تو بندے کی طرف بھی، بندہ پرور دیکھ کر

اس شعر کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، لطفِ خاص کے لئے کیا پیارا طریقِ استدعا ہے کہ شاعر یہ کہے:

"کچھ تو بندے کی طرف بھی، بندہ پرور دیکھ کر"

اب درود شریف کی صفات اور فضیلت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں:-

قارئین رسالہ جانتے ہوں گے کہ علاقہ راولپنڈی میں گولڑہ شریف ایک بابرکت مقام ہونے کے باعث مرجعِ خاص و عام ہے۔ موجودہ سجادہ نشین صاحب کے والدِ مغفور جناب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب میدانِ تصوف میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، انکا نعتیہ کلام بیحد مقبولِ عوام ہے۔ ان کی ایک نعت کا مقطع واقعی لاجواب ہے: ؎

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا،
گستاخ اکھیں کتھے جا لگیاں؟

قبلہ پیر صاحب کے مُرید نے خاکسار سے یہ واقعہ بیان کیا ہے :-

ایک دفعہ حضرت کے حضور میں مجھ جیسا عاصی حاضر خدمت ہو کر دُعا کا طالب ہوا، جناب پیر صاحب نے اس کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دعا مانگی، پھر اس شخص نے عرض کی :-

" حضور کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ جس کے ورد سے مجھے سکونِ قلب نصیب ہو اور دینی و دنیاوی برکتیں حاصل ہوں۔"

قبلہ شاہ صاحب نے اسے ھدایت کی کہ وہ درُود شریف کا ورد کیا کرے تو اس کی پریشانیاں دُور ہو جائیں گی۔ وہ شخص ایک سال کے بعد پھر حاضر ہوا، اور دُعا کا طالب ہُوا۔ دُعا کے بعد پھر اس نے وہی نقرہ دُہرایا، " حضور مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس سے دینی و دنیاوی سعادتیں نصیب ہوں " اس پر قبلہ پیر صاحب نے برافروختہ ہو کر فرمایا :-

" اے جاہل میں تجھے خداوند تعالےٰ سے اونچا کیسے بنا دوں ؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ خود اپنے حبیب پر درود و سلام بھیجتا ہے جب یہ کیفیت ہے تو پھر بتا کہ میں تجھے خدا تعالےٰ والے وظیفہ سے بڑھ کر اور کیا وظیفہ بتاؤں ؟ "

اس پر وہ شخص بہت نادم ہوا، آبدیدہ ہو معافی مانگی اور رخصت ہوا۔

اللہ ! اللہ !! درُود شریف کے کیا مرتبے اور کیا کیا فضیلتیں ہیں۔ ان کا شمار حیطۂ تحریر سے باہر ہے، ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری بھی اپنے مریدوں کو ہمیشہ درود شریف کا وظیفہ ہی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اور اسی کے سہارے ہم گنہگاروں کو کچھ نہ کچھ تسکین نصیب ہوتی ہے۔

اب قارئین رسالہ رسُولِ کریم کے مُبارک نام سے والبتہ ایک شعر کی کرامت بھی ملاحظہ فرمائیں :-

شہنشاہ اکبر کے درباری نورتنوں میں سے ابوالفضل اور فیضی دو نہایت درخشاں ستارے تھے، وہ تدبّر اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے فیضی کی علمیت کا یہ عالم تھا کہ اس نے قرآن مجید کی بے نقط تفسیر لکھی، اور رسُولِ کریم کی شان میں ایک ایسا شعر لکھ گیا کہ اس کی بخشش اسی شعر کے باعث ہوگئی ہوگی :-

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

اس شعر کے متعلق والبتہ ایک واقعہ سُن لیں :-

شاہ جہان پور (ہندوستان) میں ایک برگزیدہ بزرگ پیر حضرت حاجی کرامت خاں صاحب نقشبندیؒ عرصہ گزرا، رہتے تھے، صاحبِ سلوک تھے اور دُور دُور تک ان کا فیض جاری تھا۔ ایک مرتبہ آپ امروہہ سے مراد آباد کی طرف پیدل تشریف لیجا رہے تھے، جون کا مہینہ تھا اور گرمی کا یہ عالم کہ چیل بھی گھونسلے میں انڈا چھوڑ جائے۔

جناب پیر صاحب کے ہمراہ جو آٹھ دس مُرید تھے وہ تمازتِ آفتاب سے بہت پریشان ہو رہے تھے ان کی یہ حالت دیکھ کر قبلہ پیر صاحب نے آسمان کی سمت دیکھا اور اپنے مُریدوں سے فرمایا کہ تم لوگ

میرے پیچھے آؤ اور ؎

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

پڑھتے ہوئے چلو، پھر خدا تعالےٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھو، چنانچہ سب ہمراہیوں نے باآوازِ بلند یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ آسمان پر ایک چھوٹی سی بدلی نمودار ہوئی اور ان کے سروں پر چھاؤں کر دی۔ پھر وہ بدلی ان کے ساتھ ساتھ چلتی رہی اور اسطرح ان کا سفر سایہ میں ہی طے ہوگیا

سُبحان اللہ! نبی کریم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی شان میں لکھے ہوئے شعر کی ہی کتنی برکتیں ہیں تو پھر درود شریف کے پڑھنے سے کیسی کیسی برکتیں ہوتی ہوں گی۔

آخر میں یہ عاجز رسولِ کریم کی خدمت میں یہ دُعا مانگ کر رخصت ہوتا ہے، ؎

گوش و زباں سے ہم نے ہزاروں،
گناہ کیئے کر سن کے، بخشوا دو ہمارا کہا سنا!

> **ایک گزارش**
>
> دفتر میں متعدد مدارس کے دینی طلبہ کے خطوط آئے ہیں کہ زکوٰۃ فنڈ سے ان کے نام ایک سال کے لئے رسالہ جاری کیا جائے، مخیر حضرات کو چاہیئے کہ زکوٰۃ سے ان کے نام رسالہ جاری کرائیں، اس سلسلہ میں جو صاحب [illegible] رسال کریں گے ان کا نام بصد شکریہ رسالہ میں [illegible] کیا جائیگا اور جن طلبہ مستحقین کے نام رسالہ جاری ہوگا ان کے ناموں کی فہرست بھی پیش کی جائیگی، دیکھیئے! اس کارِ خیر میں کون خوش نصیب سبقت کرتا ہے

نعت

شاعرِ معرفت، جناب صوفی مسعود احمد صاحب تہر چشتی کشمیری۔ کراچی

قبلۂ عارفاں، مدینہ ہے
کعبۂ عاشقاں، مدینہ ہے

ہیں بہاریں روش روش پہ یہاں
خُلد کا اِک نِشاں، مدینہ ہے

آ کے سر کو جھکاتے ہیں قدسی
وہ فلک آستاں، مدینہ ہے

یہ ہے ان کی ولا کا اب عالم
دیکھتا ہوں جہاں مدینہ ہے

ہائے مجبوری، ہائے یہ دوری
میں کہاں، اور کہاں مدینہ ہے

تاجدارِ حرم کی رحمت سے
دل میں میرے نہاں مدینہ ہے

سچ کہا ہے کسی نے اے رہبر
منزلوں کا نشاں مدینہ ہے!

از قلم شاہ نیاز احمدؒ گیلانی چشتی قادری ہوشیارپوری الحال قصور پاکستان

سوال :- نوعِ انسان میں صادق طالب کون ہے؟

جواب :- نوعِ انسان میں ایسا انسان جو خواہشاتِ نفسانی کو برسرِ طاق رکھ کر صرف فائدہ حقیقی پر نظر رکھے اور ہر نکتہ سے ذوق معانی چکھے بہت کمیاب ہے اور وہی صادق طالب ہے کیونکہ اُس نے کل موانعات سے پرہیز کرکے اصل کی طرف اپنی طبیعت لگائی ہے۔ اور تعصب یا ضد سے پاک ہوکر اقوال حقیقی پر یقین راسخ جمائی ہے۔ اس واسطے وہ انسان عارفوں کی نظر میں عزیز ہوتا ہے۔ گویا اُس کی سلیم المزاجی اور فروتنی اور آزاد اور مستقل مزاج کو اپنے اوپر فریفتہ کرکے بار بار اس کی طرف رجوع دلاتی ہے۔ اور کلام و قلم کے ذریعہ اس کی طبیعت کو اسرارِ مخفی سے آشنا بناتی ہے۔ جہاں زمین صاف ہوکر تخم ریزی کے قابل ہوتی ہے وہاں دہقان خوشی سے تکلیف برداشت کرکے تخم ڈالتا ہے اور پھر آبپاشی سے اُس تخم کو نہال کی صورت میں لاکر اُس کی حفاظت پر آپ کو لگاتا ہے۔ پرند، چرند، درند وغیرہ سے اُسے بچاتا ہے، جب تنومند ہوکر درخت کا لباس بدلاتا ہے اس وقت آپ بھی اس کے سایہ کا جشن مناتا ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی سایہ پاکر دہقان کی مروت اور شجر کی خوبی کا گیت گاتے ہیں۔ سو ایسا صادق طالب جو تخم ہدایت کے قابل ہوتا ہے بہت کم ہے۔ کبھی کبھی دستیاب ہوتا ہے۔

سوال ۲ : طالب کے واسطے سب سے مقدم کام کیا ہے؟

جواب : طالب کے واسطے سب سے مقدم کام یہ ہے کہ مرشدِ مکمل کے کام کو یا ارشاد کو دل کے نگینہ پر کندہ کرے، پھر مشق کی سیاہی اور عشق کی حُقوک کے ذریعہ اس نقش کو عمل کے کاغذ پر ایسا منقوش کرے کہ ابد تک وہ نقش پائدار رہے۔

سوال ۳ :- طالبِ حقیقی کو کن امور کا عمل لازمی اور ضروری ہے؟

جواب : اوّل جس کام کو جس اُمنگ سے شروع کیا جائے چاہیے کہ اسی اُمنگ سے اس کو انجام پر پہنچایا جائے اور جس طرح اس کام میں ترقی ہوتی جائے اسی طرح طبیعت کو فرحت، بشاشت اور کشادگی سے آشنا کرتا جائے، تاکہ ناظرین رشک پذیر ہوکر فائدہ حقیقی اُٹھائیں۔

دوم : دولت سے مرشد کی قدر زیادہ سمجھنی چاہیے جب تک مرشد نزدیک رہے تب تک شادی کی طرح خوش و خورم رہ کر فائدہ اٹھانا چاہیے، اگر نقصان ہوجائے تو بہتر مگر حاضری سے قاصر نہ ہونا چاہیے۔

سوم : کاروبار خانہ داری یا تعلق دنیاداری یا الفت عیال داری یا معاملہ سرکاری کو روز بروز قطع کرنا واجب ہے تاکہ آزادی اور شوقِ حقیقی روز افزوں ترقی ہو۔ اور خصوصاً جب مرشد موجود ہو اس وقت ہر طرف سے فراغت اور آزادی حاصل کرکے اس کی صحبت اور نصیحت کا فائدہ

اٹھانا انسب ہے ، نہ کہ بیماری یا برادری یا کارِ سرکاری عذرات سے کارِ حقیقی اور برادری سبحانی سے محروم رہے - ہمت کر کے جوانی میں تعلقات کو گھٹانا قرینِ مصلحت ہے ، ایسا نہ ہو کہ عمر ضعیف ہوتی جائے اور تعلقات مضبوط ہوتے جائیں ۔ بلکہ عمر کے تقاضا کے مطابق یہ بھی زوال پہ آتے جائیں -

چہارم ، مجلسِ حقیقی سے ایسی محبت رکھنی چاہیئے کہ جس طرح طفل کو شیرِ مادر سے یا نابینا کو بینائی سے یا بے اولاد کو اولاد سے یا مفلس کو زر سے ہوتی ہے ۔ اور سخنانِ حق کو سُن کر طبیعت میں ذوق اور سرور پیدا کرنا چاہیئے ، تاکہ دل حقیقت سے منور ہو کر تقلید اور تعلق سے نجات پائے ، اور عشق سے مالا مال ہو کر سرورِ حقیقی اٹھائے ، تشویش اور انتظار گنوائے ۔

پنجم ۔ اپنی راستی اور ثابت قدمی کا نمونہ دکھا کر لوگوں کو شاہ راہِ حقیقت پر چلانا انسب ہے -

ششم ، اگر کُل دولت کارہائے نیک مثلاً خدمت گزاری عارفان یا ترقیِ اقوالِ حقیقت ہمدردی میں صرف ہو جائے تو ملال اور تاسف کو ہر گز ہمدم نہ بنانا چاہیئے ، بلکہ فخر اور خوشی سے پھولا کر بار بار شکر کرنا چاہیئے ۔ کہ میرا اندوختہ مال یا کمایا ہوا دھن میرے جیتے جی ایسے کام لگا ہے کہ جس کا اجر نجات اور سرور ہے اگر خیال حبِ دولت کی وجہ سے ملال ظاہر کرے تو اس کو تنبیہ کرنی چاہیئے ، کہ خبردار ! دولت کو عزیز جان کر ہادیِ برحق سے منہ موڑتا ہے ۔ اے نادان تو خود غفلت سے پیدا ہوا ہے اور دولت بھی غفلت کی پیدائش ہے اپنے ہم جنس سے محبت کرتا ہے ۔ اور میں تم سے اور غفلت سے جدا ہوں ۔ میری ذات عین علم ہے ۔ اور مرشد بھی عین علم ہے ۔ اس واسطے میرا ہمجنس مرشد ہے ۔ پس میں اس کی متابعت میں کمربستہ ہو کر تم کو اور تمہاری عزیز دولت کو پاپوش مارتا ہوں ۔ اس طرح بار بار سمجھانے سے یہ خیال دولت کی محبت سے رستگار ہو کر مرشد کے تعشق میں پابند ہو جاتا ہے ۔ یہ دولت بالکل غلیظ شے ہے ۔ روح کو غلیظ کر دیتی ہے ۔ ہادی کی طرف سے نفرت دلاتی ہے ۔ بندہ کا بندہ بناتی ہے ۔ رات دن بندر کی طرح نچاتی ہے ۔ کردنی ناکردنی کراتی ہے ۔ سچ کو جھوٹ جتاتی ہے اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھلاتی ہے ۔ نصیحت کرنے والے کو دشمن یقین کراتی ہے ۔ خدا کو فرضی یقین کرا کر آپ کو راست ٹھہراتی ہے ۔ ترک اور آزادی سے دور دور چلاتی ہے ۔ روحانی منازل سے محروم بناتی ہے ۔ پس ایسی دولت سے محبت توڑنی واجب ہے ۔ اللہ بس ، باقی ہوس ، (باقی آئندہ)

نعت شریف

جنابِ راحت کوٹی نقشبندی مجددی

جب یثرب و بطحا میں رحمت کی گھٹا چھائی
پھر برقِ رسالت بھی بدلی سے نکل آئی

آج اُس درِ اقدس پر سب جمع ہیں مجرائی
عالم سے تجلی سب کعبے میں سمٹ آئی

جس مہرِ رسالت کا عالم تھا تمنائی ،
آج اُس نے شرف بخشا ذرّوں نے ضیا پائی

جنّت کا نہ طالب ہو دوزخ سے نہ خائف ہو
ہو جس کے مقدر میں اس در کی جبیں سائی

تو شافعِ محشر ہے تو مالکِ کوثر ہے ،
پھر کیوں تری اُمت کی محشر میں ہو رسوائی

للہ نقابِ رُخ اِک بار ہٹا دیجے ،
ہاں دیکھ لیں جی بھر کر سب آپ کے شیدائی

راحت جو مٹانا ہے قسمت کے نوشتے کو
یثرب میں کرو جا کر اس در کی جبیں سائی

محترم مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مزنگ لاہور

سوال و جواب!

سوال: نوافل جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حنفی مذہب میں نوافل جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے چنانچہ مبسوط میں لکھا ہے ان النوافل بجماعۃ مستحبۃ عندہ وھو مکروہ عندنا۔ امام شافعی نے نوافل کو فرائض پر قیاس کیا ہے۔ کیونکہ وہ فرائض کے تابع ہیں۔ اور ہماری (احناف) کی یہ دلیل ہے۔ ان الافضل فی النوافل الاخفاء فیجب صیانتھا عن الاشتھار ما امکن یعنی نوافل میں اخفا افضل ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ ان کو مشتہر ہونے سے بچایا جائے۔ جہاں تک کہ ممکن ہو،

رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے،
علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ * تم کو نماز گھروں میں پڑھنی چاہیئے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے، مگر فرائض مسجدوں میں پڑھے جائیں۔

دوسری حدیث میں ہے:
افضل صلوتکم فی بیوتکم الا المکتوبۃ" تمہاری نماز تمہارے گھروں میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر فرض مساجد میں (اشتہار کے طور پر) پڑھے جائیں۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۶۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں ہے۔ التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ وفی الاصل للصدر الشھید اما اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکرہ وقال شمس الائمۃ الحلوائی ان کان سوی الامام ثلثۃ لا یکرہ بالاتفاق و فی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ یکرہ ھکذا فی الخلاصۃ * نوافل جماعت کے ساتھ پڑھنا اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ اور اصل صدر الشہید میں ہے، اگر بغیر اذان و اقامت مسجد کے ایک گوشہ میں پڑھیں تو مکروہ نہیں اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا اگر امام کے سوا تین آدمی ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار آدمیوں میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ اور اصح (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ اسی طرح خلاصہ میں ہے۔

بہار شریعت حصہ ۳ ص ۱۳۰ مطبوعہ آگرہ میں ہے۔
نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں (جماعت) اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح بامداد الفتاح۔ شرح نور الایضاح و نجات الارواح مصری ص میں ہے، تداعی ای طریق یدعوا الناس للاجتماع علیھم یعنی نوافل بجماعت ایسے طریق پر پڑھے کہ لوگوں کو بذریعہ منادی وغیرہ جمع ہونے کے لئے دعوت دے (بلائے) اس میں ہے۔ والجماعۃ فی النوافل فی غیر التراویح مکروھۃ یعنی نفلوں کی جماعت سوائے تراویح کے مکروہ ہے، ہاں اگر ایک شخص دوسرے کی

اقتداء میں یا دو ایک کی اقتداء میں پڑھیں تو مکروہ نہیں اور جب تین ایک کی اقتداء میں پڑھیں تو اس میں اختلاف ہے۔ اور اگر چار ایک کی اقتداء میں پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز میں ابن عباس کی امامت فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ آپ نے حضرت انس اور ایک یتیم اور ایک بڑھیا کی دو رکعت نفل میں امامت فرمائی۔

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نوافل میں دو تین آدمی تو گوشہ مسجد وغیرہ میں بجماعت ادا کر سکتے ہیں۔ اس سے زائد مکروہ، اور تہجد کی جماعت اور نماز تسبیح کی جماعت مرد عورتوں کے لئے بہ جم غفیر کراہت سے خالی نہیں اور اسی حکم میں وہ شبینہ بھی ہے جو رمضان شریف میں بکثرت اشتہارات بذریعہ اخبارات و منادی وغیرہ کے نوافل میں کیا جاتا ہے۔

سوال: نماز جنازہ کی ہر چہار تکبیر میں رفع یدین کرنا چاہیئے یا صرف تکبیر اولیٰ میں؟

(المستفتی فتح خاں امام مسجد اونچی، مزنگ لاہور)

جواب: صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں باقی میں نہیں، چنانچہ قدوری میں ہے:-

"لا یرفع الایدی الا فی تکبیرۃ الاولیٰ"

یعنی ہاتھ نہ اٹھائے جائیں مگر پہلی تکبیر میں"

(۲) شرح وقایہ ص۲۵۳ میں ہے:-

"کیفیۃ الصلوٰۃ الجنازۃ ان یکبر رافعا یدیہ ثم لا یرفع بعدھا"

نماز جنازہ کی کیفیت یہ ہے کہ پہلے تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر اس کے بعد نہ اٹھائے۔

(۳) شرح سفر السعادۃ للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۶۴ میں ہے:-

"مذہب ابوحنیفہ ہمیں است از جہت حدیث ترمذی از ابوہریرہ ص۲۲۸ رضی اللہ عنہ کہ گفت بود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں میگزارد نماز جنازہ را رفع میکرد دو دست خود را در تکبیر اول پس بر می نہاد دست راست بر دست چپ"

اور اس کتاب کے صفحہ ۵۳ میں ہے

"در باب رفع یدین در تکبیرات نماز جنازہ چیزے صحیح نشدہ" یعنی تکبیرات نماز جنازہ میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق کوئی چیز (حدیث) ثابت نہیں ہوئی۔

(۴) کشف الغطاء عما لزم للموتیٰ علی الاحیاء ص۴۲، مصنفہ شیخ الاسلام محمد نبیرہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی "رفع کنند ہر دو دست را در تکبیر اول پس بنہند دست راست بر دست چپ۔ چنانچہ در نماز مطلق کنند و در تکبیرات دیگر رفع نکنند در ظاہر روایت از امام ما"۔

(۵) بہار شریعت حصہ ۴ ص۱۴۶ مصنفہ امجد علی اعظمی (مرحوم) میں ہے، نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے

"کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لاوے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے .... پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے، انتہی

ھذا عندنا واللہ ورسولہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حضرت مولانا محمد حمید خان صاحب ہمدم مدظلہ العالی چھانگا مانگا، ضلع لاہور

مسلسل قسط سوم

اہلِ بیتِ مصطفیٰ

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلے آنحضور پُرنور سید المرسلین، رحمۃ اللعٰلمین پر ایمان لائیں۔ نکاح کے بعد پچیس سال تک زندہ رہیں۔ ان کی حیاتِ طیبہ میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی دوسرا عقد نکاح نہیں فرمایا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ بہت ہی بڑی دولتمند خاتون تھیں، آپ سے رقم لے لیکر بڑے بڑے تاجر تجارت کیا کرتے تھے۔ اور منافع حاصل کیا کرتے تھے۔ شادی کے بعد تمام مال و زر آنحضرت کے حکم سے یتامیٰ، مساکین، بیوگان، غرباء پر خرچ فرماتی رہیں۔ آخری وقت تک آنحضور کی دلدار وفادار، فرمانبردار، جاں نثار رہیں۔ ایک روز غارِ حرا میں آپ آنحضور پرنور کا کھانا لے گئیں۔ تو حضرت جبریل نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر حضور علیہ السلام سے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ میرا اور رب العزت کا خدیجۃ الکبریٰ کو سلام پہنچا دیں۔ اور بہشت بریں میں ایک موتیوں کے محل کی بشارت سنا دیں

حضرت خدیجہ نے ہجرت سے تین سال پہلے ۶۵ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔ آنحضرت نے خود انہیں لحد میں اتارا اور کوہ حجون میں دفن فرمایا۔ آنحضور نے ان کی نماز جنازہ اس لئے ادا نہ فرمائی کہ ابھی نماز جنازہ فرض نہ ہوئی تھی۔

حضرات ازواجِ مطہرات کے فضائل و محاسن ہم اپنی کتاب شاہنامۂ اسلام جدید کی جلد چہارم میں عرض کئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہوں۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا، بہت بڑی فصیحہ، بلیغہ، فقیہہ تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی شان میں فرمایا کہ دینِ اسلام کے تین حصوں سے دو حصے ان سے حاصل کرو۔

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھے تمام ازواجِ مطہرات پر دس امور میں فضیلت ہے :-

۱۔ آنحضور نے بجز میرے کسی باکرہ سے شادی نہیں کی۔
۲۔ بجز میرے والدین کے کسی کے والدین نے راہِ خدا میں ہجرت نہیں فرمائی۔
۳۔ میری طہارت و برأت میں آیاتِ قرآنی نازل ہوئیں۔
۴۔ نکاح سے پہلے جبریل نے میری تصویر ریشمی کپڑے پر حضور کے آگے پیش فرمائی اور عرض کیا کہ آپ اس سے نکاح کریں۔
۵۔ آنحضرت اور میں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، یہ بات کبھی کسی دوسری بی بی کو حاصل نہ تھی۔
۶۔ آنحضور نماز میں ہوتے اور میں حضور کے پہلو میں آسودہ ہوتی تھی، یہ خصوصیت کبھی کسی بی بی کو حاصل نہیں۔
۷۔ سونے والے کپڑوں میں حضور کو وحی نہ ہوا کرتی تھی، مگر میرے سونے کے کپڑوں میں حضور کو وحی آیا کرتی تھی۔

۸۔ جب حضور کا وصال شریف ہوا، تو حضور کا سرِ مبارک اس وقت میرے سینہ اور پہلو میں تھا۔

۹۔ آنحضور کا وصال شریف اس دن ہوا جس دن میری ہی باری تھی۔

۱۰۔ آنحضور میرے حجرے میں مدفون ہوئے، آخری صحبت کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ آنحضرت سے جب پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک مستورات میں کون بہتر ہے، تو آپ نے فرمایا، حضرت عائشہ، پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں کون بہتر ہے تو حضور نے فرمایا کہ ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام

(۳) حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک روز حضور سے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے جو فضیلت حاصل ہے، وہ آپکی کسی بھی بیوی کو حاصل نہیں ہے، یہ سن کر حضور نے فرمایا، کس طرح حضرت زینب بنت جحش نے عرض کیا:۔

۱۔ یا رسول اللہ میرے اور آپ کے دادا ایک ہی ہیں۔

۲۔ حضور سے میرا نکاح آسمان پہ ہوا۔

۳۔ میرے عقدِ نکاح میں حضرت جبریل گواہ تھے، ایک روز آنحضور حضرت زینب بنت جحش کے پاس نکاح سے پہلے تشریف لے گئے، حضرت زینب نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ بغیر خطبہ و نکاح کے میرے پاس تشریف لائے، آنحضور نے فرمایا، نکاح اللہ تعالٰی بڑھانے والا ہے اور گواہ حضرت جبریل ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء ص۱۵۲)

(۴) حضرت سودہ کو ایک بار خواب نظر آیا کہ میں تکیہ کے سہارے لیٹی ہوں اور چاند آسمان پر پھٹ کر مجھ پر گر پڑا ہے یہ خواب حضرت سودہ نے اپنے شوہر سکران سے ذکر کیا، یہ سن کر سکران نے کہا کہ میں جب مر جاؤں گا۔ تو میرے بعد تمہارا نکاح حضور علیہ السلام سے ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا یعنی سکران کے مرنے کے بعد حضرت سودہ حضور علیہ السلام کے نکاح میں آ گئیں۔ (صحابیات ص۳۴)

ایک بار حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو خواب نظر آیا، کہ آفتاب آسمان سے اتر کر میرے گھر میں آ گیا ہے جس کی روشنی سے میرا تمام گھر روشن ہو گیا۔ مکہ معظمہ کا کوئی گھر نہ تھا جو اس سے روشن نہ ہوا ہو۔ (سفینۃ الاولیاء ص۲۴۹)

(۵) جب آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ط نازل ہوئی تو اس وقت آنحضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ آنحضور نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا ھٰؤلاء اھل بیتی، یہ میرے اہل بیت ہیں تو حضرت ام سلمہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ کیا میں بھی حضور کی اہل بیت سے ہوں، حضور نے فرمایا۔ بلیٰ ان شاء اللہ یعنی ہاں خدا کے حکم سے۔ حضرت ام سلمہ کا واقعہ ہجرت ہم نے شاہنامہ اسلام جدید جلد دوم میں عرض کیا ہے (دیکھیے)

(۶) حضرت ام المومنین حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بہت مستحکم ایمان تھیں۔ ایمان کے معاملہ میں کبھی عزیز سے عزیز کی بھی کوئی پرواہ نہ فرمایا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت ام حبیبہ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ کفر کی حالت میں مدینہ منورہ صلح کی خاطر آئے تاکہ صلح حدیبیہ کی توسیع میں حضور سے عرض کریں۔ حضرت ابوسفیان اپنی بیٹی ام حبیبہ ہمشیرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملنے آئے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھ گئے، حضرت اُم حبیبہ اُٹھیں اور والد کے نیچے سے حضور کا بستر مبارک کھینچ لیا۔ حضور کے بستر پر والد کا بیٹھنا بھی گوارا نہ کیا یہ دیکھکر حضرت ابوسفیان نے فرمایا :-

"اے بیٹی اُم حبیبہ! کیا تجھے مجھ سے زیادہ بستر عزیز ہے؟"

یہ سُنکر والد کو جواب دیا :-

"ابا جان! یہ رسول اللہ کا بستر ہے، آپ ایک مشرک ناپاک آدمی ہیں"۔

ایک روز حضور نے فرمایا، جو شخص روزانہ بارہ رکعت نفل ادا کریگا، خدا اس کا جنّت میں گھر بنائیگا۔"

آپ اس عمل کی اتنی پابند تھیں کہ ہمیشہ بارہ نفل ادا کرتی رہیں؛ وصال سے قبل حضرت اُم حبیبہ نے حضرت صدیقہ کو بُلایا اور عرض کیا کہ میرے اور آپ کے سوکنوں والے تعلقات تھے، اگر کوئی مجھ سے لغزش ہوئی ہو تو معاف فرما دیں۔ اور میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔"

یہ سُن کر حضرت صدیقہ نے دُعا فرمائی، عرض کیا :

"اے صدیقہ! آپ نے مجھے راضی کیا، خدا آپ سے راضی ہے" (صحابیات ص۱۶)

○ حکایت ۲ ○

سیّدہ : اے امیر مسلمان میں تیری شہرت سن کر آئی ہوں آخر میں تیرے رسولؐ کی دختر ہوں، مجھ پر رحم فرماؤ میں اور میرے بچے بھوکے ہیں؛ میں ایک نادار بیوہ عورت ہوں :

امیر : اچھا اگر آپ دختر رسول جگر گوشۂ بتول ہیں تو کوئی سند پیش کرو، اگر آپ نے سیّدہ ہونے کی کوئی دلیل پیش کر دی تو میں تمہاری ضرور کچھ خدمت کر دوں گا۔

سیّدہ : میں ایک محتاج بیوہ عورت ہوں، یہ میرے ساتھ کئی روز کے بھوکے بچے ہیں۔ میں تمہاری شہرت سُن کر آئی ہوں، میری زبان پر اعتبار کرو، میں سیّدہ ہوں، میں سیدہ ہونے پر کیا دلیل پیش کروں"

امیر : میں زبانی باتوں کا معتقد نہیں ہوں۔ اگر سیّدہ ہونے پر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو، ورنہ جاؤ،

(آپ پھر ایک مجوسی کے مکان پر اپنے بچوں کو لے کر تشریف فرما ہوئیں۔)

مجوسی : محترمہ! آپ کون ہیں؛ آپ معہ بچوں کے میرے پاس کیوں تشریف لائی ہیں؟ کار لائقہ سے یاد فرما دیں۔

سیّدہ : میں دختر رسول جگر پارہ بتول ایک بیوہ عورت ہوں۔ میرے بچے کئی روز سے بھوکے ہیں۔ میں فلاں مسلمان رئیس کے پاس گئی تھی، انہوں نے میری خدمت کرنے سے انکار کر دیا ہے؛ اب آپ کے پاس آئی ہوں، مجھے شرم بھی آتی ہے کہ میں مسلمہ ہوں اور آپ غیر مسلم ہیں۔

مجوسی : محترمہ! بیشک میں مسلمان نہیں ہوں مگر میں سادات کرام کی تعظیم و توقیر، عزت و عظمت کرتا ہوں۔ میں آپکا خادم ہوں، یہ سب مال و دولت آپکا ہی ہے، آپ مخدومہ ہو کر میرے مکان پر ٹھہرو، میں خادم ہو کر تمہاری تاعمر خدمت کروں گا۔ اچھا لو، یہ کھانا حاضر ہے تم بھی کھاؤ اور اپنے بچوں کو بھی کھلاؤ، میں ابھی لباس بھی تیار کروا دیتا ہوں۔ ے

ہمارے گھر میں تم آئے خدا کی قدرت ہے
کبھی تمہیں کبھی ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہیں،

میدانِ حشر : (حضور علیہ السلام ایک محل میں تشریف فرما ہیں، خواب

ہیں وہی بخیل امیر حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔

امیر: حضور یہ مکان کس کے لئے ہے، یہ تو بہت بڑا مکان ہے، اور بہت ہی خوبصورت اور قیمتی ہے۔

حضور: یہ مکان مسلمان کے لئے ہے، کسی مسلمان کو دے دیا جائیگا۔

امیر: اگر یہ مکان مسلمان کے لئے ہے تو میں بھی تو مسلمان ہی ہوں، آپ یہ مکان مجھے عنایت ہی فرمادیں۔

حضور: اچھا تو مسلمان ہے! اگر تو مسلمان ہے تو اپنے اسلام کی تو کوئی سند پیش کر دو، ؎

ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

امیر: حضور میں مسلمان ہوں، کلمہ پڑھتا ہوں، نماز ادا کرتا ہوں۔ دیگر احکام شرعیہ پر عمل کرتا ہوں۔

حضور: یہ تو سب تیرا زبانی جمع خرچ ہے۔ کل تیرے پاس میری ایک سیدہ بیٹی آئی تھی تا، اس سے تو نے کہا تھا کہ سیدہ ہونے پر کوئی دلیل پیش کر دو، جب تو میری بیٹی کو بلا دلیل کھانا بھی نہیں دے سکتا تو تجھے بلا دلیل اتنا بڑا جنتی مکان کس طرح دیا جاسکتا ہے۔ جاؤ! میرے دربار سے نکل جاؤ،

(یہ سنتے ہی اس بخیل کی آنکھ کھل گئی، بہت دیر تک روتا رہا، اور شہر میں اس سیدہ کو تلاش کرتا رہا۔ کسی نے بتایا کہ وہ سیدہ تو معہ بچوں کے فلاں مجوسی کے مکان پر تشریف فرما ہے۔ آخر وہاں سے چلا)

امیر: اے مجوسی! سنا ہے کہ تیرے پاس ایک سیدہ ہے جو معہ بچوں کے تشریف فرما ہے۔ آپ مجھ سے ہزار روپے لے لیں اور اس سیدہ کو معہ بچوں کے مجھے عطا فرما دیں۔ تاکہ میں ان کی خدمت انجام دوں۔

مجوسی: تم بڑے ہوشیار ہو، کیا میں رات والا محل جنتی ایک ہزار روپیہ میں فروخت کرسکتا ہوں! بلاشک حضور علیہ السلام نے جس محل سے تمہیں محروم فرمادیا ہے وہی محل رات مجھے حضور نے عطا فرمادیا ہے۔ اور مجھے اور میرے تمام گھر والوں کو حضور نے خود مشرف باسلام فرمایا، اور ہمیں جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔

(نزہت صفحہ ۱۹۲)

● حکایت ۳ ●

بادشاہ: اے خادم! تمام شہر بغداد میں اعلان کرادیا جائے کہ جو ہمارے شاہی پہلوان شاہ جنید سے کشتی کرکے اس کو گرائے گا، ہم اس کو بہت کچھ انعام دیں گے۔

خادم: اے شہر والو! خوب سن لو، بادشاہ سلامت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے شاہی پہلوان شاہ جنید سے کشتی لڑکر اس کو گرا دیگا ہم اس کو بہت انعام دیں گے"

پہلوان: اے بادشاہ! آپ دن مقرر فرمادیں۔ اس مقررہ دن پر آپ اپنے شاہی پہلوان شاہ جنید سے میری کشتی دیکھ لیں۔

بادشاہ: بھئی وہ تو شاہی اور بے مثل پہلوان ہے، اور تو بہت ہی کمزور سا نظر آتا ہے! بھلا بکری اور شیر کا کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔

پہلوان: جناب کو میں کمزور تو ضرور نظر آتا ہوں مگر جب کشتی ہوگی تو آپ خود میری طاقت کا اندازہ فرما لیں گے۔ آخر آپ شہر میں اعلان فرمادیں کہ آپ اپنے شاہی پہلوان کو میرے ساتھ لڑائیں؛

بادشاہ: خیر مجھے تم پر رحم تو بہت آتا ہے، اچھا فلاں تاریخ تمہارا زور بھی دیکھ لیں گے۔ خوب تیاری کرو۔

(مقررہ تاریخ پر اجتماع عظیم ہوگیا، حضرت شاہ جنید

اور اس غریب پہلوان کا مقابلہ شروع ہو گیا، جب ہاتھ ملا تو اس نے شاہ جنید سے یوں کہا :-

پہلوان : اے شاہ جنید! آپ بیشک نامی گرامی بے مثل پہلوان ہیں اور میں ایک محتاج غریب، فرزند رسول یعنی سید ہوں آپ جانتے ہیں کہ فرزند رسول کے سینے پر چڑھنا کسی مومن کا کام نہیں ہے۔ بلکہ شمر ہی یہ بے ادبی کر سکتا ہے۔

شاہ جنید : (سید کی یہ گفتگو سُن کر کانپ گئے اور رونے لگے) عرض کیا بہت اچھا حضرت میں صرف دو چار ہاتھ ادھر ادھر مار کر آپکو اپنے سینے پر لے لوں گا۔) آخر دو چار ہاتھ مار کر چت گر گئے اور سید صاحب کو اپنے سینے پر لے لیا، بادشاہ اور تمام لوگ حیران تھے کہ آج رستم عراق، شاہی پہلوان کو کیا ہو گیا ہے۔

بادشاہ : بھئی تم دیکھنے میں تو واقعی کمزور نظر آتے ہو، مگر کشتی لڑنے کے تو بہت بڑے دھنی ہو، تم تو طاقت میں پہاڑ ہو، لو جتنی چاہے دولت اٹھا لو، تمام خزانہ تمہارا ہی ہے۔ تم نے تو آج کمال ہی کر دیا ہے، مبارک ہو! نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر۔

لوگ : اے شاہ جنید! آج تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ جو ایک کمزور سے پہلوان نے تمہیں گرا لیا، آخر قصہ کیا،

شاہ جنید : بھئی میں کوئی خدانخواستہ شمر تھا جو فرزند رسول کی چھاتی پر چڑھ بیٹھتا، وہ سید ہے، سید کو گرانا اور اس کے سینے پر چڑھنا کیا بے ادبی نہیں ہے؟

• زیارتِ رسول •

جب رات کو حضرت شاہ جنید سوئے تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے فرمایا۔ اے جنید! تو نے میرے فرزند کی لاج رکھی اور تعظیم و توقیر کی، کل بروز حشر خدا تمہاری لاج رکھے گا۔ جاؤ! آج سے تمہیں اولیاء اللہ کا سردار بنا دیا ہے"

چنانچہ شجرہ پڑھکر دیکھئے تو آپ کے مُریدین میں ہزاروں اولیاء اقطاب و ابدال ہوئے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

نعت شریف

سید مختار علی صاحب مختار اجمیری کراچی

آئینۂ نظر ہے خیر الورا کی صورت
بے مثل ہے حسیں ہے یہ مصطفےٰ کی صورت

"والشمس" کا مرقع "والفجر" سے مرصع
نور آفریں ہے بیشک نورِ خدا کی صورت

"والنجم" پڑھ رہے ہیں انجم فلک پہ باہم
پیشِ نظر ہے شاید نجم الہدیٰ کی صورت

لاریب ہو گئی ہے معراج اس نظر کی
جس نے کبھی دیکھ لی ہے شاہِ دنیٰ کی صورت

شبہائے چاندنی میں پڑھ پڑھ کے "والقمر" سب
اصحاب بدر دیکھیں بدر الدجیٰ کی صورت

اے صانعِ دو عالم صنعت کے تیری قرباں
کیا خوب ہے بنائی یہ مصطفےٰ کی صورت

وہ بے نیاز خود بھی شیدا ہوا بنا کر
محبوب تر ہے کتنی اس دلربا کی صورت

یوسف بچشمِ حیرت رہ رہ کے تک رہے ہیں
کس مہ جبیں کی صورت کس مہ لقا کی صورت

مختار کی تمنا مدت سے ہے الٰہی!!
خوابِ سحر میں دیکھوں خیر الورا کی صورت

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

★ ——— جناب عزیز حاصل پوری (ملتان)

ہر زندگی نہال ، دیارِ حبیب میں
کیا رنج ؟ کیا ملال دیارِ حبیب میں

آسان ہر سوال ، دیارِ حبیب میں
ممکن ہر اک محال دیارِ حبیب میں

ہر حال حسبِ حال ، دیارِ حبیب میں
دستورِ اعتدال دیارِ حبیب میں

اہلِ نیاز لوگ دیارِ حبیب کے
اربابِ خوش خصال دیارِ حبیب میں

آنسو گہر مثال تو زمرد مثال داغ
کیا کیا کھرے ہیں مال دیارِ حبیب میں

اک شمع سے لگاؤ ہے جاتا ہے بار بار
پروانۂ خیال دیارِ حبیب میں

آنچل بنا ہوا ہے عروسِ مراد کا
ہر دامنِ سوال دیارِ حبیب میں

حسرت ہے، آرزو ہے، تمنا ہے، شوق ہے
ہو جاؤں پائمال دیارِ حبیب میں

ارزانیِ سلام و فراوانیِ قیام
عصیاں کی ایک ڈھال دیارِ حبیب میں

پائی حیات، شوق نے اتنی کہ ہو گیا
دن ہفتہ، ماہ سال دیارِ حبیب میں

ہو "وجہ انسدادِ مسرت" کبھی عزیز
غم کی نہیں مجال، دیارِ حبیب میں

مردوں اور عورتوں کے مشترکہ ضروری مسائل

درسِ فقہ

وضو اور غسل کی بحث

دنیا کے کسی مذہب نے اپنے پیروکاروں کو صاف ستھرا رہنے کی اتنی مؤثر اور بلیغ تعلیم نہیں دی، جتنی اسلام نے اپنے پیروکاروں کو دی ہے۔ اسلام نہ صرف جسمانی اور لباسی صفائی کا حکم کرتا ہے بلکہ قلبی اور روحانی ذہنی و دماغی طہارت اور پاکیزگی کا مقتضی ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے، اور اس کے لئے اصول و قواعد مقرر کرتا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات میں مسلمانوں کو ہر طرح کی غلاظت اور نجاست سے دور رہنے کی بڑی شد و مد سے تاکید کی گئی ہے۔ مثلاً "اے مسلمانو! جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو پہلے اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت، اور اگر تم جنبی ہو تو سارا بدن پاک کرو" پ۶ سورۃ مائدہ۔ اس آیت میں پنجگانہ نماز کے لئے ایک مخصوص قسم کی صفائی کی تعلیم ہے جس کو اصطلاح شرع میں وضو کہتے ہیں، اس کی پوری کیفیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ فیض ترجمان سے اپنی امت کو سمجھا دی، اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سمجھانے سے معلوم ہوا کہ وضو میں جن اعضاء کے دھونے کا حکم ہے، ان کو تین تین دفعہ دھویا جائے اور ابتدا میں مسواک کیجائے اور تین دفعہ کلی اور تین دفعہ استنشاق کیا جائے۔ اور انگلیوں کا خلال کیا جائے، تاکہ انگلیوں کے درمیان کی جگہ سوکھی نہ رہ جائے۔ اس صفائی میں یہاں تک مبالغہ فرمایا کہ اگر بالفرض، دھونے والے اعضا میں بال برابر جگہ بھی سوکھی رہ جائے تو وہ وضو درست نہ ہوگا۔ اس میں گردن کا اور کانوں کا مسح بھی تکمیل کے واسطے ضروری ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ گردن اور کان بھی گرد و غبار سے صاف ہو جائیں۔ تاکہ بندہ دربارِ خداوندی میں حاضری دینے کے لئے بالکل ٹھیک طرح ہو جائے۔

بتائیے! عبادت کے وقت کسی بھی مذہب نے اپنے پیروکاروں کو ایسی صفائی کی تعلیم دی ہے؟ اسی آیت میں جو اوپر مذکور ہوئی ایک دوسری طہارت کا حکم ہے اور وہ ہے غسل، یعنی نہانا۔ آپ جانتے ہیں کہ سارے جسم کی صفائی کے لئے انسان کے لئے نہانا کتنا ضروری ہے۔ یہ نہانا دو طرح ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ انسان اپنی طبیعت سے جب وہ چاہے نہائے اور مقصود اس سے محض جسم کے ظاہر کی صفائی یا گرمیوں کے موسم میں جسم کو ٹھنڈا کرنا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی کوئی تخصیص نہیں، اس طرح کا نہانا تو دوسری قومیں بھی نہا لیتی ہیں۔ آیت کریمہ میں جس نہانے کا حکم ہے وہ نہانا ضروری ہے۔ یعنی شریعت کی رو سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو واجب کر دیا ہے۔ اور وہ اس

وقت ہے جب بندہ اپنی بیوی سے جفتی کرے یا کسی بھی طریق سے انزالِ منی ہو جائے، کیونکہ اس وقت وہ حکماً ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے مسجد میں آنا، قرآن شریف کا پڑھنا اور اس کا چھونا اور نماز کا ادا کرنا منع ہے۔ اس حالت کو اصطلاح شریعت میں جنابت کہتے ہیں۔ جب یہ حالت ہو تو شریعت کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق جب تک نہ نہائے وہ پاک نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ بظاہر کتنا ہی صاف کیوں نہ ہو۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام صفائی کی تعلیم میں صرف ظاہر پر ہی قناعت نہیں کرتا بلکہ ظاہر کی صفائی کے ساتھ ساتھ اس کے باطن کی صفائی کو بھی واجب اور ضروری قرار دیتا ہے جب مسلمان پر نہانا ضروری ہو جاتا ہے تو اس کو نہائے بغیر ایک پل بھی قرار اور چین نہیں آتا۔ وہ اپنے آپ کو نہایت غلیظ اور گندہ جانتا ہے یہاں تک کہ اکل و شرب سے بھی پرہیز کرتا ہے۔ اس نہانے کا طریق ہماری شریعت نے یہ بتایا ہے کہ بول۔ پیشاب سے فارغ ہو کر جہاں جہاں جسم پر کوئی حقیقی نجاست لگی ہو۔ پہلے اس کو پانی سے دھوئے پھر اس کے بعد نماز کے وضو کی طرح وضو کرے، بعد ازاں تین دفعہ کلی اور تین دفعہ استنشاق کرے، استنشاق کے معنی ناک میں پانی ڈالنے کے ہیں۔ یہ لفظ وضو کی بحث میں اس سے پہلے بھی گذر چکا ہے۔ کلی میں اور استنشاق میں، کوشش کرے کہ پانی اپنے محل میں اچھی طرح پھر جائے پھر ایک دفعہ بطور فرض کے اور تین دفعہ بطور سنت کے سارے جسم پر پانی ڈالے۔ بعض جگہیں نہانے کی ایسی ہوتی ہیں کہ نہانے کے وقت پانی پاؤں میں جمع ہو جاتا ہے اس صورت میں جو پہلے وضو کیا جائے اس میں پاؤں نہ دھوئے۔ غسل سے فارغ ہو کر وہاں سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ پاؤں کو دھوئے۔ اور اگر غسل خانہ اچھا تیار ہے، غسل کا پانی سارا نکل جاتا ہے پاؤں میں جمع نہیں ہوتا تو وضو میں ہی پاؤں دھو لئے جائیں۔ اور یہی وضو نماز کے لئے بھی کافی ہے۔ نہا کر پھر دوبارہ وضو کی حاجت نہیں جس طرح یہ نہانا جنبی کے واسطے فرض ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت اسی طرح یہ نہانا حیض والی اور نفاس والی عورت کیلئے بھی فرض ہے۔ پہلے حیض و نفاس کی حقیقت کو سمجھو۔ حیض وہ خون ہے جو جوان عورت کو ہر ماہ کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن آتا ہے۔ اور نفاس وہ خون ہے جو زچہ کو بچہ جننے کے بعد زیادہ سے زیادہ ۴۰ دن آتا ہے۔ چالیس دن سے زیادہ نہیں آتا۔ اس سے کم دنوں تک آ سکتا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ جب عورت کا خون حیض یا نفاس منقطع ہو جائے اس وقت اس کے لئے مذکورہ طریق کے مطابق نہانا ضروری ہے۔ جب تک وہ اس سے فارغ نہ ہو اس کے لئے نماز پڑھنا، قرآن شریف پڑھنا اور اس کو چھونا ہرگز جائز نہیں۔ اور اتنے ایام تک ان عورتوں کے شوہروں کے لئے خاص قربت کے ساتھ قریب ہونا بھی سخت منع ہے۔ ان ایام میں عورت کے لئے مذکورہ بالا چیزوں کے سوا کوئی چیز منع نہیں۔ یعنی وہ کھانا پکا سکتی ہیں، آٹا گوندھ سکتی ہیں گھر کا تمام کام کر سکتیں ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسی حالت میں ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا منع ہے یا جس چیز کو یہ ہاتھ لگا دیں وہ پلید ہو جاتی ہے، یہ غلط ہے۔ عموماً عورتیں خون نفاس کے بند ہو جانے کے بعد بھی ایک چلہ تک نہائے بغیر میلے اور گندے لباس میں رہتی ہیں، یہ بھی بڑی بھاری غلطی ہے، ان کو چاہیئے کہ جونہی خون بند ہو جائے یہ تسلی کر کے کہ اب اغلباً عود نہیں کریگا۔ نہا دھو کر پاک لباس پہن کر نماز پڑھیں ورنہ نماز کی ترک سے سخت گنہگار ہوں گی۔ (غلام رسول گوہر)

حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ علیپور سیداں

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوعنہ (ترجمہ) اور جو نیکی کے ساتھ ان کے تابعدار ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں

نام نامی اسم گرامی نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما، کنیت ابوحنیفہ، لقب امام اعظم ؛ اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام نعمان ہے بعض شارحین مؤطا امام مالک نے لکھا ہے کہ اس میں سر لطیف یہ ہے کہ نعمان اصل میں وہ خون ہے جس کے ساتھ قوام بدن ہو اور ابوحنیفہ کا نام بھی نعمان ہے۔ کیونکہ آپکی ذات اقدس کے ساتھ فقہ کا قوام ہوا ہے یا وزن فعلان ہے جو نعمۃ سے مشتق ہے اور امام ابوحنیفہ بھی تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ چونکہ اہل اسلام ملت حنیفی پر قائم ہیں اس لئے امام صاحب نے آیۃ اتبعوا ملتہ ابراھیم حنیفاً سے اقتباس کیا یعنی ابوالملۃ الحنیفۃ کنیت اختیار کی۔

تہذیب الکمال میں سلسلہ نسب یوں درج ہے نعمان بن ثابت بن قیس بن یزدجرد بن شہریار بن بروئیر بن نوشیرواں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ فارسی الاصل اور عادل بادشاہ نوشیرواں کی اولاد میں سے ہیں۔ اور آپ کے اجداد تاجر پیشہ تھے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ عبدالملک بن مروان بن الحکم کے عہد میں ہوئی۔ حضرت امام اعظم کے والد ماجد کی جائے پیدائش شہر کوفہ ہے، آپ کے والد صاحب حضرت امیر المؤمنین، علی رضی اللہ عنہ کے حاشیہ نشینوں میں سے تھے جب امام صاحب کے والد پیدا ہوئے تو انہیں ان کے والد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی جس کی تاثیر و ظہور تمام عالم پر ثابت ہو گیا۔ ہذا فی کتاب الخراث و تاریخ للخطیب ابی بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ

مفتاح السعادۃ میں ہے کہ جب ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو امام صاحب کی والدہ محترمہ نے امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد کر لیا اور امام صاحب اس وقت چھوٹے تھے، آپ نے پرورش امام موصوف کی گود میں پائی اور یہ آپ کی ایک بہت بڑی منقبت ہے

امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعین سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں تابعین کی تعریف فرمائی ہے، علامہ ابن حجر المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو تابعین سے شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انس بن مالک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو متعدد بار دیکھا ہے۔ فتاوی شیخ الاسلام ابن حجر میں ہے کہ
آپ نے کوفہ میں ایک صحابہ کی جماعت کو پایا، پس امام صاحب تابعین
سے ہوئے جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی،
والذین اتبعوھم باحسان الخ
رئیس الحنفیہ علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
آپ نے بعض صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کو دیکھا۔ شیخ الاسلام
حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کا سماع صحابہ
سے ثابت کیا۔ علامہ قاسم حنفی نے اگرچہ اس پر اعتراض کیا
لیکن وہ اعتراض کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ محدثین کرام
کا قاعدہ ہے کہ راوی ارسال وانقطاع کے سے راوی
اتصال مقدم ہے۔ لہٰذا سماع ثابت ہوا۔ شیخ عراقی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں کہ آپ سلک تابعین میں مندرج ہیں، آپ نے
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غیر انس کے بھی بعض صحابہ
کو دیکھا ہے۔ جیسا کہ شیخ جزری نے رجال القراء میں ذکر کیا
ہے۔ یوں ہی قاضی تورپشتی نے تحفۃ المسترشد اور صاحب
کشف الکشاف اور صاحب مرأۃ الجنان نے بھی ذکر کیا۔

صاحب الغرائب فرماتے ہیں کہ امام صاحب تابعین
سے ہیں۔ اور جن ثقات اور معتمدین نے آپکو تابعی کہا ہے
وہ یہ ہیں: محدث دار قطنی علامہ ابن سعد، فاضل خطیب
امام ذہبی حافظ ابن حجر شیخ عراقی علامہ سیوطی علامہ قاری
الاکرم السندھی ابو معشر علامہ حمزۃ السہمی شیخ یافعی علامہ جزری
محدث تورپشتی علامہ ابن جوزی علامہ سراج صاحب کشف
الکشاف وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام صاحب کے اساتذہ کے متعلق علامہ ابن حجر مکی رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثیر ہیں۔ امام ابو جعفر کبیر رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ چار ہزار کے قریب ہیں۔" ھکذا فی مفتاح السعادۃ
علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے
چار ہزار مشائخین سے علم حدیث حاصل کیا۔ رئیس الحنفیہ ملا علی
قاری رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے اسی
مشائخ ہیں اور امام صاحب کے چار ہزار ہیں آپ کے اساتذہ بھی اکثر
تابعین ہیں۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم بھی
آپ کے اساتذہ سے ہیں۔ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب بہت خوبصورت تھے۔ اور آپ
نطق کے لحاظ سے بلیغ تھے۔ اور آواز کے لحاظ سے بہت خوش
الحان تھے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
کان ابوحنیفۃ حسن الوجہ حسن الشباب وکان
حسن الھیئۃ " یعنی امام صاحب خوبصورت چہرے
والے اور اچھی شکل والے اور اچھے کپڑے رکھتے تھے۔

بکیر بن معروف فرماتے ہیں:-
ما رأیت رجلا احسن سیرۃ فی امۃ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم من ابی حنیفۃ "
فرماتے ہیں میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
سیرۃ کے لحاظ سے کوئی زیادہ عمدہ نہیں دیکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:-
من اراد ان یتبحر فی الفقہ فھو عیال ابی
حنیفۃ " یعنی فقہ میں جو ملکہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ
امام صاحب کا محتاج ہے۔ ایک روایت میں فرماتے ہیں
جو آپکی کتب کا مطالعہ نہیں کرتا وہ متبحر فی العلم والفقہ نہیں
ہو سکتا۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-
انہ من اھل الورع والزھد "
یعنی آپ اہل ورع اور زہد سے ہیں۔

نضر بن شمیل فرماتے ہیں:-
کان الناس ماعن الفقہ " یعنی

لوگ نقہ سے غافل تھے، امام صاحب نے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا اور لوگ نیند میں تھے، امام صاحب نے انکو بیدار کیا۔ حافظ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو ابوحنیفہ کے ساتھ محبت رکھے وہ اہل سنت والجماعۃ سے ہے۔ جو آپ کے ساتھ بغض رکھے وہ بدعتی اور اہل ہوا سے ہے۔ آپکی پرہیزگاری کا یہ عالم ہے کہ آپ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ چالیس سال پڑھی"

خلف بن ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

صار العلم من اللہ تعالی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم منہ الی اصحابہ ثم منہم الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفۃ واصحابہ فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیغضط "

یعنی علم اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا، حضور پاک سے صحابہ تک، صحابہ سے تابعین تک، تابعین سے ابوحنیفہ تک اور ابوحنیفہ کے اصحاب تک پہنچا، خواہ کوئی ناراض ہو یا راضی۔

روایت کی گئی ہے کہ امام صاحب نے پچاس سے زائد حج کئے ہیں، اور ایک رکعت میں تمام قرآن کو پڑھتے تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں: عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علی سلمان لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ہؤلاء "

طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے:۔

لو کان العلم عند الثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس " (ترجمہ) بالترتیب یہ ہے:۔

(۱) " ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست اقدس سلمان فارسی رضی پر رکھا۔ اگر ایمان ثریا تک جا پہنچا تو ان سے یہ لوگ حاصل کرلیں گے"۔

(۲) اگر علم ثریا تک جا پہنچا تو فارسیوں کی نسل کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے۔"

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ماتحت لکھا، کہ اس بشارت کے مصداق امام اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۱۲ ۱۲

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ اور ذہانت طبعی عطا فرمائی تھی وہ محتاج بیان نہیں موافقین تو درکنار بلکہ مخالفین بھی تسلیم کرچکے ہیں، حاضر جوابی میں اس قدر بے مثل رکھتا تھے کہ بڑے بڑے متبحر وافلاطون زمانہ آپکے سامنے لرزتے اور کانپتے تھے۔

علامہ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شاہ منصور نے امام المسلمین کو بلا کر فرمایا کہ تم کو قاضی شہر بنانا چاہتا ہوں۔ آپنے فرمایا میں اس قابل نہیں، منصور نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو، امام صاحب نے فرمایا، بس فیصلہ ہوگیا، جب آپنے مجھے جھوٹا ثابت کردیا تو آپ کے نزدیک قاضی بننے کا قابل نہ رہا، کیونکہ کاذب آدمی قاضی نہیں بن سکتا۔ منصور لاجواب ہوگیا۔

علامہ خوارزمی فرماتے ہیں کہ روم کے نصاریٰ نے مشورہ کرکے تین سوال تیار کئے۔ اور امیرالمومنین کے دربار میں بغرض جواب کسی عالم کے ہاتھ روانہ کئے اور جواب دہندہ کے واسطے ایک معقول رقم بطور انعام بھی ساتھ بھیجی۔ شاہ وقت نے علماء کو جمع کرکے جواب طلب کیا، علماء وقت نے کوئی جواب نہ دیا، امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیم کی ابتدا تھی آپنے کہا اگر اجازت ہو تو میں جواب دوں، آپ کے والد نے امیرالمومنین سے اجازت دلوائی، سائل منبر پر تھا۔ امام صاحب نے فرمایا تو سائل ہے،

اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، سائل کا کام اونچا منبر پر بیٹھنے کا نہیں، نیچے آجاؤ۔ وہ اتر آیا، امام صاحب منبر پر چڑھے، فرمایا کیا پوچھتے ہو؟ سائل نے کہا، خدا تعالیٰ کے پہلے کیا چیز تھی؟ امام صاحب نے فرمایا، اعداد کی گنتی جانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا ایک سے پہلے کیا تھا؟ اس نے کہا کچھ نہیں، آپ نے فرمایا، مجازی شمار میں ایک سے پہلے کچھ نہیں تو واحد حقیقی سے پہلے کیا ہو سکتا ہے۔ پھر سائل نے کہا خدا کا منہ کس طرف ہے؟ آپ نے فرمایا، چراغ کا نور کس طرف ہے، سائل نے کہا یہ تو روشنی ہر طرف برابر ہے۔ فرمایا! جب نورِ مجازی ہر طرف ہے تو نورِ حقیقی ہر طرف کیوں نہ ہوگا۔ پھر سائل نے کہا، خدا کیا کام کرتا ہے، امام صاحب نے فرمایا خدا یہ کام کرتا ہے کہ تیرے جیسے کو کرسی سے اتار دیا اور میرے جیسے کو بٹھا دیا۔

علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں، ایک دن ایک جماعت محدثین کی امام صاحب کے پاس آئی اور قراۃ خلف الامام پر بحث کرنے لگی۔ آپ نے فرمایا، ہر ایک کے ساتھ گفتگو کرنا فضول ہے، ایک شخص کو اپنی جماعت میں وکیل مقرر کر لو، چنانچہ انہوں نے ایک جید عالم کو وکیل مقرر کیا اور کہا کہ اس کا تسلیم و انکار ہم کو منظور ہے۔ امام صاحب نے فرمایا، جس طرح تم نے اس کے قول و فعل اور تسلیم و انکار کو اپنا کر ۔۔، ذاتی قول و فعل مان لیا ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ایک شخص کو پسند کر کے مختار و امام بنالیا ہے اس کی قرأۃ کو اپنی قرأۃ سمجھتے ہیں، مقتدی کی قرأۃ کی ضرورت نہیں ہے، وہ لوگ تمام خاموش ہو گئے، جیسا کہ امام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہریہ سے نوازا تھا۔ ویسے ہی علم باطن بھی عطا فرمایا تھا۔ ایک دن آپ جامع مسجد کوفہ میں تشریف لے گئے تھے، ایک جوان کو وضو کرتے دیکھا جب کہ اس کے غسالہ وضو کو دیکھا تو فرمایا: "اے جوان ماں، باپ کی نافرمانی سخت گناہ ہے، توبہ کر۔ پھر ایک اور ایک اور آدمی کو دیکھکر فرمایا: "اے جوان زنا بدترین گناہ ہے۔ توبہ کر۔ پھر ایک دفعہ ایک شخص کو حضور نے دیکھا تو فرمایا، شراب سے توبہ کر، آپ کی زبان کی تاثیر یہ کہ تینوں نے توبہ کی۔ ایک شخص نے بحالت غصہ قسم کھائی اور اور اپنی عورت کو کہا، جب تک تو مجھ سے کلام نہ کرے گی میں تجھ سے کلام نہ کروں گا۔ عورت نے بھی غصہ میں آکر یہی کہا، یعنی جب تک تم مجھ سے کلام نہ کرو گے میں ہرگز کلام نہ کروں گی۔ بعد ازاں وہ شخص نہایت حیران و پریشان ہوا۔ حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ کے پاس گیا انہوں نے کہا قسم کا کفارہ ادا کرو، حضرت سراج الامت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ، کفارہ نہیں کلام کرو، حضرت سفیان نے سنا تو نہایت غصہ میں آئے اور امام صاحب سے وجہ پوچھی، امام صاحب نے فرمایا، کہ خاوند کے قسمیہ الفاظ پہلے تھے، بعد ازاں عورت نے جب خاوند کو مخاطب کر کے کہا، تو عورت کی طرف سے ابتدا ہوئی اور قسم شوہر کی ٹوٹ گئی۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ متحیر ہوئے اور کہا، یہ فہم و فراست اور یہ نکتہ رسی تیرا ہی حصہ ہے۔

کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیا حال ہے اس شخص کا جو یوں کہے کہ مجھے نہ جنت کی تمنا ہے، نہ دوزخ کا ڈر، نہ خوفِ خدا، مردار کھاتا ہوں۔ بلا قرأۃ و سجدہ نماز پڑھتا ہوں۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہوں۔ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں، امرِ حق سے نفرت کرتا ہوں۔ سب علماء نے کہا ایسے شخص کا معاملہ نہایت مشکل ہے۔ امام اعظم نے فرمایا

کچھ مشکل نہیں، بلکہ بہت آسان ہے۔ پوچھا، وہ کس طرح فرمایا امام نے، اس کو جنّت و دوزخ کا خیال نہیں صرف خدا ہی کی محبت ہے۔ خوراک اس کی مچھلی ہے۔ نماز جنازہ یا ذکر قلبی پڑھتا ہے۔ بن دیکھے خدا کی گواہی دیتا ہے۔ موت سے نفرت ہے۔ مال اور اولاد کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ سائل بہت خوش ہوا اہل علم نے آپ کا بہت احترام کیا۔

منصور عباسی سے کچھ مخالفت ہو چکی تھی۔ کیونکہ وہ قضا کے لئے امام موصوف کو کہتا تھا لیکن امام صاحب قضاء کے عہدہ کو تسلیم نہیں فرماتے تھے۔ علامہ حجر رحمۃ اللہ نے سبب وفات تحریک منصور عباسی کو ٹھہرایا ہے۔ ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ ایک پیالہ جس میں زہر تھا۔ امام صاحب کو پیش کیا آپ نے پینے سے انکار کیا لیکن جبراً بحکم شاہِ منصور پلایا گیا میزان الشعرانی میں ہے کہ آپ کی وفات قید خانہ شاہی میں ہوئی۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض سبب وفات یہ لکھتے ہیں، بعض حاسدین نے منصور کو کہا کہ ابوحنیفہ ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علی کو جو اہلبیت کرام سے ہیں امیرالمومنین پر ترجیح دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اہل بیت خلافت کے حقدار ہیں۔ اس وجہ سے منصور امام صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عداوت رکھتا تھا۔ اور آپ کو قید کروا دیا اور تکلیفیں دیتا رہا۔ آخرکار زہر جبراً پلائی گئی۔

آپ نے سنہ ۱۵۰ھ میں بحالتِ سجدہ وفات پائی۔ قاضی القضاۃ شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان الشافعی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ آپ کو غسل حسن بن عمارہ نے دیا۔ آپ پر نماز جنازہ چھ بار پڑھی گئی۔ پہلی بار پچاس ہزار آدمی تھے، آخری بار آپکے صاحبزادہ حضرت حماد نے نماز جنازہ پڑھائی (مفتاح السعادت)

مقدمہ ھدایہ آخرین میں ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ جب امام صاحب نے معلوم کیا کہ میری موت کا وقت قریب ہے تو آپ سجدہ میں گر گئے اور سجدہ میں ہی محبوب حقیقی کے ساتھ وصال ہو گیا۔ آپ کی عمر شریف بقول صحیح ستر سال ہے آپکی مزار پاک مقبرہ خیزران شہر بغداد میں ہے۔ حسب الحکم شاہ اسپ ارسلان محمد سلجوقی ۴۵۹ھ مزار مقدس پر روضہ پختہ بنایا گیا تھا اور وہاں پر ایک عظیم الشان مدرسہ دینی بھی قائم کیا گیا تھا۔ (ابن خلکان) پھر ایک دفعہ سلطان عبدالحمید خان نے مرقد منوّر از سر نو تعمیر کروائی۔ آپکی مزار اقدس پر صاحب حاجات لوگ جاتے ہیں وہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔ آپکی وفات کے بعد آپکی اولاد میں سے صرف ایک صاحبزادہ حماد زندہ تھے حضرت حماد اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور فاضل اجل تھے۔ امام صاحب سے بھی تعلیم پائی تھی۔ زاہد اور عابد بے نظیر تھے۔ اکثر گوشہ نشین رہتے تھے (ابن خلکان)

حضرت حماد کے چار صاحبزادے تھے عمر۔ اسمٰعیل عثمان۔ ابوحبان۔ ان میں حضرت اسمٰعیل بڑے جلیل القدر فاضل تھے۔ امام اعظم کی ظاہری اولاد بھی ہے اور روحانی اولاد تو تمام دنیا پر موجود ہے۔ کیونکہ تمام علماء فقہا اور مجتہدین جو امام صاحب کے بعد ہوئے ہیں، تمام آپکی روحانی اولاد ہے۔ جیسے کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں؛

الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ خیرات۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رضوانا۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی پوسٹ کارڈ یا لفافہ بھیجیے
- خط وکتابت کرتے وقت اُردو زبان استعمال کریں بعض احباب انگریزی زبان میں اپنے پتے لکھ دیتے ہیں جس سے ہمیں پریشانی ہوتی ہے۔

آرزوئے مدینہ

لسان الحسان الحاج علامہ شاہ ضیاؔ القادری البدایونی مدظلہ

اے ماہِ عرب ہو جلوہ نما انوارِ مدینہ دکھلا دے
جنت کی بہاریں دیکھنے دے گلزارِ مدینہ دکھلا دے

خود نور کے تڑکے آنکھ لگی خود نیند کے جھونکے آتے ہیں
قربان ترے اے خوابِ سحر دیدارِ مدینہ دکھلا دے

اے رحمت و رافت کے خوگر پھر رحم و کرم کی ایک نظر
سلطانِ رسل پھر بارِ دگر دربارِ مدینہ، دکھلا دے

آغوشِ خیال و خواب میں جو طیبہ کے مناظر پنہاں ہیں
اے حسنِ تصور اب وہ سب مجھے آثارِ مدینہ دکھلا دے

اے مالکِ کل، اے ربِّ جہاں، اے خالقِ بزمِ کون و مکاں
سرکارِ مدینہ دکھلا دے، دربارِ مدینہ دکھلا دے

صہبائے طہور و کوثر سے ہونا ہے اگر سیراب مجھے
خالی خم و مینا ساقی کو میخوارِ مدینہ دکھلا دے

ہونے دے لبِ جاں بخش کو پھر اعجاز نمائی پر مائل
نبض اپنی مسیحا کو، اپنے بیمارِ مدینہ دکھلا دے

سینہ کو مرے طورِ سینا اے نورِ مبیں اس طرح بنا
تنویرِ جمالِ ابرار و اخیارِ مدینہ، دکھلا دے

اے عرش نشیں تا اوجِ دنیٰ معراجِ نظر ہو جانے دے
روضہ میں بلا کر ذاکر کو مینارِ مدینہ دکھلا دے

دے اذنِ حضوری پھر مجھ کو ہو بندہ نوازی پر مائل،
اِک بار مدینہ پھر اپنا سرکارِ مدینہ دکھلا دے

اطلاعات

گھڑہ پکا میں چہلم شریف

مورخہ ۲۶ نومبر بروز اتوار جامع مسجد ملکاں والی میں فجر کی نماز کے بعد حضرت سراج الملت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ختم چہلم شریف ہوا۔ یارانِ طریقت اور مدرسہ غوثیہ کے اساتذہ اور طلبہ شامل ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک تلاوتِ قرآن مجید ہوتی رہی۔ حافظ محمد شریف صاحب متعلم مدرسہ غوثیہ نے وجد آفریں نعت شریف پڑھی اور مولانا محمد شریف صاحب جماعتی نے حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھا، جن سے حاضرین نہایت محظوظ و مسرور ہوئے۔ بعد ازاں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن سمہ سٹہ نے حضرت سراج الملت کے متبحر علمی پر تبصرہ فرمایا۔ بعد ازاں حافظ محمد بخش صاحب نے قرآن شریف کے ختم کے ثواب کا ایصال کیا۔ اسی طرح ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ غوثیہ میں چہلم شریف کا ختم ہوا۔ جس میں قرآن شریف کی تلاوت اور کلمہ طیبہ کا ورد، ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا، اور سید مبارک حسین شاہ صاحب اور سید صادق شاہ صاحب اور حافظ محمد بخش صاحب اور حافظ محمد شریف صاحب نعت خوانوں نے یکے بعد دیگرے نعت خوانی کی۔ اور مولانا حضرت نظام الدین صاحب نے تصرفاتِ اولیاء پر مؤثر اور نہایت بلیغ مدلل وعظ فرمایا جس کو حاضرین نے بسمع قبول سنا۔ اس کے بعد ختم شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب بروح حضرت سراج الملت کیا گیا۔ اور عصر کی نماز ادا کر کے حاضرین اور طلبہ مدرسہ غوثیہ کو تبرک کے طور پر پلاؤ کھلایا گیا۔ اور فروٹ تقسیم کیا گیا۔ پھر عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد ملکاں والی میں محفل میلاد منعقد ہوئی، متعدد نعت خوانوں نے پُر تاثیر نعتیں پڑھیں۔ اور صدر مدرس مدرسہ غوثیہ نے اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی کو بیان فرمایا۔ ان تینوں محفلوں میں جو ایصالِ ثواب حضرت سراج الملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوحِ مبارک کو کیا گیا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

کلمہ طیبہ ۱۲۵۰۰۰ - ختم شریف ۲۳ - پارے ۲۳۲ - سورۃ یٰسین ۱۰ - سورۃ اخلاص ۴۰۰ - آیت الکرسی ۴۸۰ -

•

•

مُراد آباد میں چہلم شریف

مراد آباد (بھارت) میں حضرت سراج الملت قبلہ مولانا مولوی الحاج حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز محدث علی پوری کا چہلم شریف یعنی "فاتحہ خوانی" زیر اہتمام اعلیٰ حضرت حکیم الملت حاجی الحرمین الشریفین قبلہ حاجی صوفی پیر شیخ محمد طاہر الشریفین صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم العالیہ بتاریخ ۱۰ جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۶۱ء یوم اتوار منعقد ہوئی۔ جس میں علاوہ مقامی یارانِ طریقت کے بیرونجات خصوصاً رامپور، سنبھل، مکلہ بھگم پور، بجبراؤں۔ دین نگر پور وغیرہ سے بھی یارانِ طریقت تشریف لائے تھے۔ پروگرام حسبِ ذیل تھا:

صبح بعد نماز فجر، تلاوت قرآن پاک (۱۰۰ قرآن شریف ختم ہوئے) ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک نعت خوانی، ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک حضرت مولانا مولوی شعبان علی صاحب فیض آبادی مدرس مدرسہ اکرم العلوم مراد آباد نے فضائلِ اولیاء اللہ پر بصیرت افروز تقریر بیان فرمائی۔ ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک حضرت علامہ مولانا مولوی قبلہ محمد آل حسن صاحب مفتی مدرسہ عالیہ اسلامیہ سنبھل نے حضرت قبلہ صاحبزادہ سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر کافی گہری روشنی ڈالی۔ اور آخیر میں حضرت حکیم الملت پیر محمد طاہر صاحب

نے بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت قبلہ مولانا صاحب مدظلہٗ نے دعاءِ خیر فرمائی۔ اور ۱۲ بجے دن قل شریف پڑھا گیا۔ اور حضرت مولانا محمد ضیاء الدین صاحب رامپوری جماعتی نقشبندی نے شجرہ شریف پڑھا اور دعا فرمائی بعدہٗ تمام حاضرین جلسہ کو کھانا کھلایا گیا۔

فقط، محمد عبدالرشید عفی عنہ نائب ناظم انجمن خدام الصوفیہ
مراد آباد

●

●

ماہانہ رپورٹ تعمیر رباط جماعت منزل مدینۃ المنورہ

ماہ اکتوبر میں دوسری منزل پر لوہے اور سیمنٹ کا چھت ڈالنے کا کام جاری رہا۔ یکم نومبر تک چار ٹنٹیوں اور شمالی و مشرقی نو (۹) حجروں پر چھت ڈالا گیا۔ ابھی پانچ حجروں پر اور تین غسل خانوں پر اور نیز تمام برآمدہ پر چھت ڈالنا باقی ہے۔ نیز اوپر کی منزل کے دروازے و دریچے اور دو کانوں کے دروازے اور دونوں منزلوں کی سیڑھیاں کے ساتھ جنگلہ لگانا اور تمام عمارت کا پلاستر کرنا باقی ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ تیسری منزل کا کام شروع ہوگا۔ تاحال اس مبارک عمارت پر نصف لاکھ ریال سے کچھ کم خرچ ہوا ہے۔ اور بحمدہٖ سات مخزن (عربی ناپ) زمین پر ہے۔ مدینہ منورہ کے زقاق الحبس میں بنام حسین بی رباط جو حیدرآبادی حاجیوں کے لئے وقف ہے رباط پانچ مخزن زمین پر پتھروں کی بنیاد پر مٹی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ڈیڑھ سو سالہ عمارت تھی۔ وہ اب گرائی جا رہی ہے۔ مسجد الشریف نبوی علی صاحبہا الف الف التحیاۃ والصلوٰۃ والسلام کے باب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حکومت ایک وسیع سڑک شارع مناخہ تک کھول رہی ہے۔ ڈیڑھ سو سالہ رباط حسین بی اس سلسلہ میں گرائی گئی ہے۔ حکومتِ سعودیہ نے رباط کے ناظم (متولی) کے لئے اس پرانی پانچ مخزن رباط کی قیمت ساڑھے تین لاکھ ریال منظور کی ہے۔ ڈھائی لاکھ ریال زمین کی قیمت اور ایک لاکھ ریال نئی عمارت بنوانے کے لئے، یہ رباط حسین بی حرم شریف سے صرف ایک فرلانگ فاصلہ پر تھا۔ اس لئے فی مخزن نصف لاکھ قیمت حکومت نے منظور کی ہے۔

اب چار فرلانگ حرم شریف سے دور سات مخزن زمین جو رباط جماعت منزل کے لئے صرف پانچ ہزار ریال میں خریدی ہے اس کے فاصلہ پر اعتراض کرنے والے جنہوں نے تاحال پورے نصف لاکھ ریال چندہ نہیں عطا فرمایا ہے خود بخود غور فرمائیں۔ خود اعلیٰ حضرت امیر الملت رضی اللہ عنہ نے اس فاصلہ پر معترض درشاکی حافظ احمد الدین صاحب کے ذریعہ معترضین کو سنایا تھا کہ یہ زمین اعلیٰ حضرت ممدوح کو بہت پسند ہے۔ اب حکومت نے حرم شریف کے نزدیک کی زمین کی قیمت قرار فرما کر حکومت نے شہادت دی ہے کہ تم اپنے چندہ کی رقم سے حرم شریف کے نزدیک ایک گز زمین بھی نہیں خرید سکتے تھے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس عمارت مبارک کے بانی اعلیٰ حضرت سراج الملت نور اللہ مرقدہٗ اس عمارت کا پایۂ تکمیل کو نہ پہنچنے کا داغِ حسرت دل میں لے کر راہیٔ دارالبقا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی مراد، کہ یہ عمارت بہ منزلہ پایۂ تکمیل کو جلد پہنچے' آمین۔ ثم آمین

(بخشی مصطفٰے علی خاں نقشبندی جماعتی مہاجر مدنی عفی عنہ)

●
●

لیہ میں حضرت معین الملت عارفِ نوجوان، جماعت نشان مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ کا

ورودِ مسعود

مورخہ ۱۳ - دسمبر بروز منگل ۳ بجے دن کے قریب حضرت ممدوح الصدر بذریعہ موٹر اچانک لیہ میں تشریف لائے اور حاجی محمد اویس خاں کے مکان پر نزولِ اجلال فرمایا۔ حاجی صاحب

نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور حضور کی بے تکلف عادت پر دیر تک تعجب کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا، یہ تو اپنا گھر ہے، یہاں تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں خط ہم نے لکھا تھا وہ آپ کو ملا نہیں۔ آپ نے ایک رات لیہ میں قیام فرمایا، عشاء کے وقت ختم مجددیہ و معصومیہ مسجد میں پڑھا۔ شام کا کھانا حاجی محمد اویس صاحب کے ہاں تناول فرمایا۔ صبح کی چائے جمعدار افتخار احمد صاحب کے ہاں اور دوپہر کا کھانا حاجی محمد امان خانصاحب کے ہاں تناول فرمایا۔ اور پھر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ حضور نے یارانِ لیہ پر بہت بڑا کرم فرما کر غریب نوازی فرمائی۔

• ارشادات •

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ کے ہمراہ لاہور شاہ عالمی دروازہ سے گذر رہا تھا تو حضور نے ایک مسجد دکھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ مسجد ایک رات ہی میں بنی تھی۔ ان دنوں ہم لاہور محلہ پٹولیاں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ظہر کے وقت علامہ اقبال صاحب مرحوم ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے، شاہ صاحب کل مسجد شاہ عالمی دروازہ کے مقدمہ کی تاریخ ہے، اس لئے دعا فرمادیں۔ صبح موقعہ پر آکر معائنہ ہوگا۔ ہم نے کہا ڈاکٹر صاحب تم لاہور والے بہت بزدل ہو۔ اگر لاہور کے مسلمان ایک ایک اینٹ رکھیں تو مسجد کیا محل کھڑا کردیں۔ اقبال صاحب اسی وقت اٹھکر چلے گئے اور شہر کے مسلمانوں کو کہا کہ شاہ صاحب نے یہ فرمایا ہے۔" بس پھر کیا تھا، رات کے ۱ بجے تک مسجد تیار ہوگئی، ۲۰۰ دیہاتی آدمی جو میرے پاس حاضر تھے، میں نے ان کو بھی بھیجدیا۔ ۲ بجے شب کے علامہ اقبال میرے پاس آئے اور کہا، شاہ صاحب مسجد تیار ہے۔ اب کیا فرمان ہے، میں نے کہا کہ دو من گنے لاؤ۔ ڈاکٹر صاحب نے حیران ہوکر عرض کیا کہ رات کے ۲ بجے گنے کہاں؟ کسی خادم نے عرض کیا کہ یہاں گنے والا رہتا ہے۔ حضور نے فرمایا، اسی سے پوچھو، اس نے کہا کہ ایک بھری موجود ہے، غرضیکہ آپ کے حکم سے گنے لائے گئے، حاضرین کو ایک ایک دو دو گنے دے کر فرمایا، سب کھاؤ۔ اور چھلکا یہاں جمع کردو۔ فجر کی اذان سے پیشتر فرمایا کہ تمام چھلکا مسجد کے قریب ڈال دو، جب صبح ہوئی۔ تو ہندوؤں نے لب سڑک مسجد تیار دیکھی، حیران ہوکر کہنے لگے • یہ مسجد راتوں رات کہاں سے آگئی! یہاں تو کچھ بھی نہ تھا۔ مسجد دو منزلہ ہے! صبح جب جج صاحب موقعہ کا معائنہ کرنے آیا تو موقعہ پر چند غریب مسلمان موجود تھے اور ہندوؤں کی تعداد بیشمار تھی، ہندوؤں نے بیان دیا، کہ مسجد رات کو تیار ہوئی ہے یا کوئی فرشتہ اٹھاکر لایا ہے جج بھی ہندو تھا، وہ کہنے لگا، کہ یہ مسجد رات کو ہی بنی ہے تو اس کے گرد پتھر مٹی پڑی ہوئی ہونی چاہیے تھی۔ یہاں تو کوئی مٹی، روڑا وغیرہ موجود نہیں ہے۔ یہاں گنے کے چھلکے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کل یہاں گنے فروش موجود تھے جو گنے فروخت کرتے رہے، اور لوگ کھاتے رہے۔ قصہ کوتاہ• مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہوگیا۔

صاحبزادہ صاحب نے ارشاد فرمایا سو وزیروں کی عقل ایک بادشاہ کے برابر اور سو بادشاہوں کی عقل ایک ولی اللہ کے برابر ہوتی ہے۔

صوفی مرتضیٰ خاں صاحب نے صبح کی نماز سے قبل ایک حدیث کا مضمون عرض کیا، کہ کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ جب ہم حضور کی مجلس میں ہوتے ہیں تو دل کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے۔ اور گھر جاکر طبیعت کچھ اور ہو جاتی ہے" حضرت نے فرمایا کہ یہ حدیث حضرت حنظلہ ابن ربیع اسیدی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے

[illegible]

---

۱ یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح باب ذکر اللہ عز وجل میں موجود ہے یہاں

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یا صدیق میں تو منافق ہو گیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس طرح، آپ تو صحابی ہیں، حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت اور نار کے ذکر سے تذکیر کرتے تو یوں معلوم ہوتا گویا ہم اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اور جب ہم آپؐ کی مجلس سے اٹھ کر گھر آتے ہیں اور اپنی بیویوں اور بچوں اور زمین کے دھندوں میں لگ جاتے ہیں تو ہم ان چیزوں میں سے جو حضور نے فرمائی تھیں، بہت سی چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا میری بھی تو یہی حالت ہے۔" چلو حضورؐ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کریں گے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا، اگر ہمیشہ تمہارے دل کی کیفیت ایک جیسی رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے" دوسرے دن ۹ بجے کے بعد حضور کی خدمت میں نعتیں ہو رہی تھیں اور حوالدار عبد الطیف خاں صاحب بہت سوز سے پڑھ رہے تھے۔ حاجی محمد ادریس صاحب نے عرض کیا کہ حضور ان کو کھانسی رہتی ہے، کوئی نسخہ تجویز فرمادیں۔ حضورؒ نے فرمایا، وہی نسخہ حضرت قبلۂ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، یعنی ایک پاؤ شہد، ایک پاؤ ادرک کا پانی اور ۵ اگھیاں بادیک پیس کر ملا دیں۔ اور دن میں صبح ۱۰ بجے دوپہر، عصر، شام تک ایک ایک انگلی چاٹے۔ انشاء اللہ آرام آجائیگا۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضور مولانا عبد الحمید صاحب فرماتے تھے کہ لاہور سٹیشن پر حضرت قبلۂ عالم صاحبؒ کی خدمت میں ایک شخص نے دمہ کی شکایت کی، تو حضورؒ نے فرمایا کہ کرماں بوٹی کا عرق ایک تولہ اور ۲ ½ کالی مرچ اس میں ملا کر پیئو۔ انشاء اللہ آرام ہو گا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا مولوی صاحب آپ کو اس بوٹی کا علم ہے۔ تو مولوی صاحب نے عرض کیا ہاں جی، فرمایا لاؤ، چنانچہ ال گودام کی طرف سے لا کر اس آدمی کو دے دی۔ پھر بدھ کو ۱۲ بجے کی گاڑی سے حضور گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ افسوس کہ اکثر یاران لیہ اس قلیل قیام کی وجہ سے دیدار فیض آثار سے بھی محروم رہ گئے۔ بار بار عرض کیا مگر حضور نے پروگرام نہیں بدلا۔

مسجد شاہ جماعت نارووال کے متعلق ایک اجلاس کی کارگزاری

آج مورخہ یکم دسمبر ۱۹۶۱ء بمطابق ۲۲۔ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ بروز جمعۃ المبارک زیر صدارت سید احمد حسن صدر مسجد کمیٹی شاہ جماعت نارووال اجلاس منعقد ہو کر حسب ذیل کارروائی، متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

" یہ کہ اہالیان قصبہ نارووال، ممبران انجمن خدام الصوفیہ و مسجد کمیٹی مسجد شاہ جماعت نارووال خصوصاً حضور پیر طریقت الحاج، حافظ، محدث، عالم دین، سراج الملت، صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی، المجددی، جماعتی علی پوری کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامیانِ پاکستان کو خصوصاً ایک عظیم المرتبت، بلند پایہ عالم دین کے اٹھ جانے سے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے،

یہ اجلاس آپکی گراں قدر دینی خدمات اور مسجد شاہ جماعت کی تعمیر کی مسلسل جدوجہد، امداد اور اعانت کو بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ اور حضور سرور کائنات بادشاہ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دعا گو ہے کہ آپکے روحانی فیوضات ہماری بدستور دینی و دنیاوی امداد فرماتے رہیں اور آپکے خاندان میں دینی و دنیاوی برکت عطا فرمادیں۔

یہ کہ الحاج حافظ صاحبزادہ سید پیر نور حسن شاہ صاحب مدظلہٗ تعالٰی النقشبندی مجددی جماعتی علی پوری مسجد شاہ جماعت نارووال ضلع سیالکوٹ کے سرپرست مقرر ہوئے

یہ کہ الحاج حافظ، عالم اجل صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نقشبندی، مجددی، جماعتی، علی پوری انجمن خدام الصوفیہ نارووال ضلع سیالکوٹ کے صدر مقرر ہوئے۔

دستخط مسجد کمیٹی مسجد شاہ جماعت نارووال

احمد حسین صدر مسجد کمیٹی۔ مہر دین سیکرٹری۔ محمد امین ممبر انتظامیہ بشیر احمد ممبر انتظامیہ۔ محمد طفیل ممبر انتظامیہ۔ احمد دین ممبر انتظامیہ محمد علی ممبر انتظامیہ۔ صابر علی ممبر انتظامیہ۔ محمد شفیع ممبر انتظامیہ جان محمد ممبر انتظامیہ۔ لال دین ممبر انتظامیہ۔ غلام رسول خزانچی علم الدین ممبر انتظامیہ

•

•

ڈیرہ غازیخاں:۔ اجازت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ

برادرم محترم حاجی محمد سلیمان ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ڈیرہ غازی خاں جن کو اعلیٰ حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہٗ بالعموم "ہمدم دیرینہ" سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ سراج الملت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ نے بذریعہ کرامت نامہ ۱۹۵۸ء سے سلسلہ عالیہ کی توسیع کی اجازت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ جس کی شہادت مندرجہ ذیل مکتوب گرامی ہے۔ (گوہر)

کرامت نامہ

حضرت سراج الملت رح (مہر) دربار عالیہ علی پوری

از لائلپور مخلصم حاجی محمد سلیمان صاحب

السلام علیکم۔ طالب خیریت بخیریت ہے۔ آپ کا محبت نامہ ملا۔ حال معلوم ہوا۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کی ترقی اور وسعت کے لئے دل و جان سے کوشش کیا کریں۔ اور جو شخص سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے آوے، داخل کر لیا کریں۔

دیگر معاملات خانگی

(دستخط) سید محمد حسین

کرامت نامہ
حضرت شمس الملت

از درگاہ شاہ جماعت
علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ   برادرم محترم الحاج محمد سلیمان سلمہٗ

سلام علیک! آج سے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت دی جاتی ہے۔ آپ آئندہ ہمیشہ تبلیغ و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اپنے فیض و کرم سے مخلوق خدا کو مستفیض فرمانے کی عزت و سعادت مرحمت فرماتے رہا کریں۔ سخت تاکید ہے۔ گھر میں سلام، بچوں کو دیدہ بوسی۔

(دستخط) محتاج دعا فقیر نور حسین جماعتی علی پوری

•

ماہنامہ "انوار الصوفیہ" کے متعلق شاعر اسلام حضرت مولانا قمر یزدانی صاحب پنوانہ ضلع سیالکوٹ کا اظہار عقیدت ——— (ایڈیٹر)

شفیقی الاعز   نیاز و سلام، مزاج ہمایوں!

" پیشتر ازیں جناب کے چند ایک عطوفت نامے اور متوقر و معزز جریدہ "انوار الصوفیہ" کے ہر دو شمارے یکے بعد دیگرے موصول ہو کر موجب فخر و مباہات ہوئے۔ اس ذرہ نوازی اور کرم فرمائی کے لئے باعماق قلب سپاس گزار ہوں۔

آپ نے مجھ خاطی اور پُر معاصی کو جن خطابات گرامی سے سرفراز فرما کر میرے متعلق جن خیالات عالیہ کا اظہار فرمایا ہے یہ فقیر بینوا ان کا اہل نہیں، یہ آپ کی بلند نظری اور عالی ظرفی ہے کہ آپ نے مجھ ہیچمدان اور ذرۂ بے مقدار کو لائق اعتنا اور قابل التفات خیال فرما کر ایک مصلح ارواح و قلوب جریدہ — انوار الصوفیہ کی قلمی معاونت کا حسین موقع عنایت فرمایا ہے۔ جس کے لئے بغایت ممنون ہوں، بقول درد ؎

ہمیشہ اپنی نظر میں کھٹک میں رہتا ہوں
دیا ہے اوروں کی نظروں نے گو مقام مجھے

سرزمین قصور کیسی خوش نصیب، اور عالی بخت ہے جس کی آغوش میں ماہنامہ انوار الصوفیہ عالم اسلام پر ضو ریز ہو کر حکمت و عرفان کے پاکیزہ اسرار و معارف کے ساتھ ساتھ عشق مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کے مقدس انوار قلوب مومنین پر برساتا ہوا نظر آتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔ بدیں وجہ اگر میں سرزمین قصور کو منبع انوار اور مخزن اسرار بھی کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اللہ کرے ہمارے اس جریدہ کو دنیائے اسلام میں ایک وقار عظیم حاصل ہو، آمین

میرے پاس انوار الصوفیہ کی ایک کاپی اس دور کی موجود ہے جب اس کا مقام اشاعت سیالکوٹ تھا۔ بعض اوقات اس نقش اور موجودہ کاپیوں کو سامنے رکھ کر انوار الصوفیہ کے حسن ارتقاء پر تعجب کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ منتظمین حضرات کی ادب نوازی ارباب ذوق اور احباب علم و دانش کی قلمی کاوشوں کا کرشمہ ہے اور بس، ع اللہ کرے حسن قبول اور زیادہ

اب آخر پر جملہ دلدادگان شاہ جماعت، پروانہ ہائے شمع ولایت اور وارفتگان نور نبوت کی خدمت میں میری یہ پرزور التماس ہے کہ وہ اپنے اس روحانی مجلہ اور نورانی صحیفہ کے احیاء و بقا اور فلاح وارتقاء کی خاطر بجان و دل کوشاں رہیں۔ اور شہنشاہ اقلیم ولایت امیر ملت، پیر طریقت حضرت شاہ جماعت علیہ الرحمۃ کی روحانی جماعت کے اس پرخلوص اور بیباک ترجمان کے مستقل خریدار بن کر اور دیگر مسلمان بھائیوں کو بھی اس کی ترغیب دلا کر اس کے مطالعہ کو جاری رکھیں۔ اور اس کی ہر نوع امداد سے دریغ نہ کریں۔ تاکہ ہمارا یہ ترجمان اتقائے ولایت اور سرچشمہ رشد و ہدایت اپنی ایمان افروز تحریروں اور جان پرور نغموں کے اثر سے دین و ملت کے لئے حیات نو کا سامان بہم پہنچاتا رہے۔ اور مسلمانان عالم کی اصلاح و فلاح کی خاطر اپنی تنظیم نو کے تحت روز افزوں منزل ارتقاء کی طرف گامزن رہے اللہ عز و جل ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق اکمل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام الی یوم الدین۔"

خلوص آگیں: قمر یزدانی غفرلہٗ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء
پنوانہ ضلع سیالکوٹ

قصیدہ

یہ قصیدہ ماسٹر غلام علی صاحب نے کھرڑ پکا میں چہلم شریف کے ختم کی تقریب میں پڑھا، جس سے یاران طریقت متاثر و محظوظ ہوئے (ایڈیٹر)

آج کل آپ کا ہے جنت الفردوس مقام
ان پہ رحمت ہو خدا کی اور ہمارا ہو سلام
موت کو لوگ عبث کہتے ہیں انجام حیات
صبح عشرت ہے بزرگوں کی یہی موت کی شام
کامراں منزل عقبیٰ پہ پہنچ جانے کو
دینے آتے ہیں ہمیں نیک عمل کا پیغام
جسم فانی ہے مگر روح نہیں مرتی ان کی
جن کا ہر شام و سحر فرض کی تکمیل ہے کام
انہی مردان خدا میں سے تھے یہ بھی ایک فرد
تا ابد جن کا رہے گا صفحۂ ہستی پہ نام
وہ تھے پیر جماعت علیشاہ کے دلبند
آج کل جن کا ہے دار علیٰ و علیین مقام
وہ محمد حسین الحاج سراج الملت
جن کی ہستی سے رہا فخر علی پور کو مدام
غلام علی ہے دعا گو ہزار عجز کے ساتھ
بارش انوار خدا روضہ پہ ان کے ہو مدام

کلور کوٹ میں رانا فتح محمد خاں صاحب کی والدہ ماجدہ کے چہلم شریف پر ۱۵ دسمبر کو زبدۃ العارفین معین الملت حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری تشریف لائے، آپ کی برکت سے بہت سے مردوں، عورتوں اور بچوں نے جمع ہو کر قرآن شریف کے کئی ختم کئے پھر نعت خوانی ہوئی۔ بعد ازاں سلام پڑھا گیا، پھر ختم شریف پڑھکر حضرت معین الملت نے رانا صاحب کی والدہ کی روح کو ایصال ثواب کیا۔ پھر ختم شریف خواجگان پڑھا گیا۔ اور حلقۂ ذکر ہوا۔ اور بہت سی عورتوں اور مردوں کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں داخل کیا۔ اور سب کے لئے دعائے خیر فرمائی اور انجمن خدام الصوفیہ کی شاخ قائم کی گئی جس میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہوئے، رانا نذر محمد خاں صاحب کو صدر اور رانا فتح محمد خاں صاحب کو نائب صدر (امیر حلقہ) مقرر کیا گیا۔ باقی حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

رانا غلام مصطفےٰ خاں صاحب۔ رانا محمد شریف خاں صاحب۔ رانا محمد حنیف خاں صاحب، رانا عاشق علی خاں صاحب، راؤ تاج علی صاحب، راؤ عبد الغفور صاحب، محمد حنیف صاحب عبد الرشید صاحب۔

ڈنگیور بھگور ضلع سرگودھا

آج بروز ہفتہ ۱۶/۱۲/۶۱ کو الحاج حافظ مولانا معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب ڈنگیور بھگور میں تشریف لائے۔ اور خان صاحب اعجاز علی خاں کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ بعد نماز عشاء محفل میلاد منعقد ہوئی۔ محمد حنیف خاں صاحب نے نعتیں پڑھیں اور حضور نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرمائے۔ اور دینی مسائل پر نماز کے متعلق بڑی تشریح کے ساتھ وعظ فرمایا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ کافی رات تک یہ مجلس قائم رہی، آخیر میں سب نے کھڑے ہو کر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا اور حضور نے دعا فرمائی۔ بارش کے لئے بھی دعا مانگی گئی یہاں پر کافی عورتیں و مرد داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے اور انجمن خدام الصوفیہ کی شاخ بھی حضور نے قائم فرمائی اور محمد حنیف خاں صاحب کو صدر مقرر فرمایا گیا۔ اور رحمان الحیان علی خاں صاحب کو نائب صدر مقرر فرمایا۔ اور مندرجہ ذیل اصحاب نے حلقۂ ذکر میں شرکت فرمائی:۔

امیر محمد خاں صاحب۔ عبد اللہ صاحب۔ منظور حسین صاحب ریاست علی صاحب۔ ذوالفقار صاحب بھروکہ۔ محمد رمضان صاحب۔ باسط علی صاحب۔ شمشاد علی صاحب۔ غلام محمد صاحب عطر سگ صاحب۔ فتح محمد صاحب وغیرہ وغیرہ

منجانب: عبد العزیز و محمد حنیف خاں نعت خواں

مختصر روئداد جلسہ رام گڑھ۔ لاہور

۹۔ دسمبر بروز ہفتہ رام گڑھ متصل مغلپورہ لاہور کی جامع مسجد میں بعد از نماز عشاء زیر صدارت سید الصالحین، رئیس المتقیمین، بابا فیروز خاں صاحب مدظلہ العالی، اور جناب صاحبزادہ صوفی محمد امین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کنجاہ شریف یارانِ طریقت کا تبلیغی طریقتی اجتماع ہوا۔ جس میں زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، صوفی کامل شریعت پناہ، حقیقت آگاہ، حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر اللہ دتا صاحب قدس سرہ العزیز نقشبندی جماعتی کے ارادتمندوں اور عقیدت مندوں نے لاہور اور دوسرے مقامات سے جوق در جوق شمولیت کی۔ سب سے پہلے چند حفاظ اور قاریوں نے قرآن پاک کی تلاوت کی بعد ازاں چند نعت خوانوں نے خوش الحانی سے نعتیں پڑھیں۔ اور وہاں کے ایک مقامی شاعر جناب

مہاتم صاحب نے فارسی اور اردو نظم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھکر سنائی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ بعدازاں جناب شیخ مولانا معز الدین صاحب اور جناب مولانا شیخ محمد یوسف صاحب اور جناب مولانا النعمانی صاحب اور جناب مولانا حافظ محمد زکریا صاحب نے مختلف مسائل پر وعظ فرمایا جس سے حاضرین نہایت محظوظ و مسرور ہوئے سب سے آخر میں ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ نے معیت صادقین پر تقریر کی۔ اور اس موضوع پر تصوف کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جناب گل فروش صاحب نے اپنے مخصوص لہجہ میں قصائد پڑھکر سنائے اور ان کے بیٹے انور حسین صاحب نے اپنے انداز میں بڑی خوش الحانی سے نعتیں پڑھکر حاضرین جلسہ کو محظوظ و مسرور فرمایا

ازاں بعد ختم شریف پڑھا اور سلام و قیام کے بعد قریباً ۱۲ بجے یہ نورانی محفل برخاست ہوگئی۔ رات کا قیام اور کھانے اور چائے کا انتظام جناب چوہدری محمد شفیع صاحب صدر انجمن جامع مسجد کے مکان پر تھا۔ مہمانوں کی سہولت اور آرام کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔

قصور میں سالانہ عرس شریف

موٴرخہ ۱۵ - جنوری کوٹ عثمان خاں مسجد حکیم میاں کالا قصور میں زیر صدارت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شمس الملت، مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی سجادہ نشین علی پور شریف حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کا سالانہ عرس شریف ہو رہا ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد واعظین خوش بیان اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین و شاملین جلسہ کو مستفیض فرمائیں گے۔ (خلیفہ محمد امین جماعتی نقشبندی)

کماندارِ شبِ اسریٰ

غواصِ بحرِ معانی، شاعرِ حبیبِ حقانی
حضرت سید محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی حیدرآباد

●

برجِ قربِ حق میں ماہِ ضوبارِ شبِ اسریٰ
منور ہیں نکھر کر اور انوارِ شبِ اسریٰ

بھنویں قوسین، آنکھیں جام سرشارِ شبِ اسریٰ
رُخِ محبوبِ حق ہے آئینہ دارِ شبِ اسریٰ

نہ ہوگا اور نہ تھا کوئی سزاوارِ شبِ اسریٰ
تمہیں تھے منتخب محبوب حقدارِ شبِ اسریٰ

ادھر بھی بادۂ انوار سرشارِ شبِ اسریٰ
فدا مازاغ تجھ پر چشمِ بیدارِ شبِ اسریٰ

نہ مرکز پاسکے لیکن نشانِ دورِ کثرت کا
رہے چکر میں نقطے زیرِ پرکارِ شبِ اسریٰ

ہے جشنِ عیدِ معراجِ نبی قصرِ تدلیٰ میں
خدا ہے میزباں مہماں ہیں سرکارِ شبِ اسریٰ

کمانِ قابَ قوسین اَو اَدنیٰ تو نے ہی ندہ کی
ترے بازو کے صدقے اے کماندارِ شبِ اسریٰ

ہیں تیری پشت پر محبوبِ حق یہ عرشِ اعظم ہے
مچل کر چل براقِ برق رفتارِ شبِ اسریٰ،

ہے غرقِ رنگ و بُو صد مرحبا بزمِ سخن اختر
یہ گلہائے مدینہ ہیں کہ اشعارِ شبِ اسریٰ

●

مقامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ادیب سیمابی ملتان

اللہ سے ہوئی ہے ملاقاتِ مصطفٰے
اللہ جانتا ہے مقاماتِ مصطفٰے

ہے مظہرِ خدائے جہاں ذاتِ مصطفٰے — آیاتِ ذوالجلال ہیں آیاتِ مصطفٰے
ساتوں فلک خدا کے سماواتِ مصطفٰے — آٹھوں بہشت و گلشن باغاتِ مصطفٰے
اللہ کے پیام، بیاناتِ مصطفٰے — اللہ کا کلام کلاماتِ مصطفٰے
دنیا میں بھی خیال ہے عقبیٰ میں بھی خیال — کیا کیا ہیں عاصیوں پہ عنایاتِ مصطفٰے
اللہ کی رضا ہے رضائے محمدی — مقبولِ بارگاہ مناجاتِ مصطفٰے
سب مومنوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا — اللہ یہ نگاہِ مساواتِ مصطفٰے
ہوتی تھی ہر سوال کا وحیِ خدا جواب — تھے کتنے لاجواب جواباتِ مصطفٰے
واللہ چل رہا ہے زمانے کا سب نظام — روزِ ازل سے زیرِ اشاراتِ مصطفٰے
عرشی بھی باریاب جہاں تک نہ ہو سکے — درجاتِ مصطفٰے ہیں وہ درجاتِ مصطفٰے

خدمت کو مستعد ہیں فرشتے بصد ادب
صلِّ علیٰ یہ شانِ مداراتِ مصطفٰے

صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا عبد السلام صاحب قادری۔ کراچی۔

ہے تصدیقِ نبوت اُلفت صدیقِ اکبر میں
ہے تعظیم رسالت عظمت صدیقِ اکبر میں

صداقت کا، سخاوت کا، رفاقت کا، اطاعت کا
سبق ملتا تھا سبکو خدمت صدیقِ اکبر میں

قرارِ دل شکیبِ جان مضطر اور کہوں کیا کیا
تھی وہ پُر کیف صورت رویت صدیقِ اکبر میں

اگر دو چار چھ ہوتیں تو میں گن کر بتا دیتا
ہزاروں خوبیاں ہیں سیرت صدیقِ اکبر میں

الٰہی! ہم کو دولت کے بدولت ایسی دولت دے
بدولت جس کے بخشی دولت صدیقِ اکبر میں

مبرا کفر و شرک و ارتداد و گمرہی سے تھے،
عجب پاکیزگی تھی فطرت صدیقِ اکبر میں

سلامِ قادری ہے احترام ان کا اگر دل میں ؛ تو پھر قربان ہو جا حرمت صدیقِ اکبر میں

اخبار آستانہ عالیہ

علی پور شریف

بحمدہٖ تعالیٰ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ عالی جناب شمس الملت سجادہ نشین مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب اور عالی جناب مولانا الحاج پیر سید علامہ حافظ سید اختر حسین شاہ صاحب اور عالی جناب مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب اور عالی جناب مولانا الحاج پیر سید حافظ انور حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید احمد حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید امداد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی دامت برکاتہم بخیر و عافیت آستانہ عالیہ علی پور شریف میں رونق افروز ہیں۔ زائرین جوق در جوق حاضر خدمت ہو کر روحانی و عرفانی فیوضات سے دامن بھر رہے ہیں۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہم العالی ۱۵ جنوری کو حضرت قبلۂ عالم مولانا الحاج امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس شریف پر قصور تشریف لے جائیں گے۔ اس کے بعد غالباً پاکپتن شریف اور عارف والا کے علاقہ میں تشریف لے جائیں گے۔

(بشیر احمد کاتب قصور)